

JANUARY 2015

جنوری ۲۰۱۵ء

☆
خبر و نظر
Khabr
Nazal

U.S. EMBASSY MAGAZINE
NEWS & VIEWS

50

STATES OF AMERICA:

CALIFORNIA

50 امریکی ریاستیں: کیلیفورنیا

CRICKET IN THE

USA

امریکہ میں کرکٹ



تجارت

TRADE

A view of

ONE WORLD TRADE CENTER

the main building of the new World Trade Center complex in Lower Manhattan, New York City. One World Trade Center is the tallest skyscraper in Western Hemisphere and the fourth-tallest in the world.

ون ورلڈ ٹریڈ سینٹر کا ایک منظر۔ یہ نئے ورلڈ ٹریڈ سینٹر کمپلیکس کی مرکزی عمارت ہے جو لوئر مین ہٹن، نیویارک سٹی میں واقع ہے۔ ون ورلڈ ٹریڈ سینٹر مغربی ہیمس فیر میں سب سے بلند ترین جبکہ دنیا کی چوتھی بلند ترین عمارت ہے۔



Photo: Khalid Mahmood



امبسی کے فیس بک پیج پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کیجئے۔

"LIKE" THE EMBASSY'S FACEBOOK
PAGE [f](https://www.facebook.com/pakistan.usembassy)/PAKISTAN.USEMBASSY

find US ON



www.twitter.com/
usembassyislamabad



www.facebook.com/
pakistanusembassy



www.flickr.com/photos/
'usembassy'pk



www.youtube.com/user/
usembassyislamabad



Editor-in-Chief
Angela Aggeler - Counselor for Public Affairs

Managing Editor
Cynthia Harvey - Embassy Spokesperson

Associate Editor
Kedenard Raymond - Assistant Information Officer

Contacting Us
Khabr-o-Nazar, Public Affairs Section
US. Embassy, Ramna 5, Diplomatic Enclave Islamabad, Pakistan

Background
Khabr-o-Nazar is a free magazine published by the US. Embassy, Islamabad.
The magazine is designed and printed by Black Box Concepts.

Change of Address and Subscriptions
Send change of addresses and subscription requests to infoisb@state.gov

Letters to the Editor
Letters should not exceed 250 words and should include the writer's name, address, and daytime phone number. All letters become the property of Khabr-o-Nazar.
Letters will be edited for length, accuracy, and clarity.

Stay Connected
Khabr-o-Nazar News & Views
Email: infoisb@state.gov
Phone: +92 (0) 51 208 0000 | **Fax:** +92 (0) 51 227 8040
http: //islamabad.usembassy.gov/pakistan/khabr_o_nazar.html
Website: http://islamabad.usembassy.gov

ایڈیٹران چیف: اسٹیلا ایگر، تو نسل برائے پبلک افیئرز

منیجنگ ایڈیٹر: سنتھیا ہاروی، ترجمان سفارتخانہ

ایسوسی ایٹ ایڈیٹر: کیڈینارڈ ریمنڈ، معاون انفارمیشن آفیسر

رابطے کا پتہ: خبر و نظر، پبلک افیئرز سیکشن، امریکی ایسٹسی، رمنا 5، ڈیپلومیٹک انکلیو، اسلام آباد، پاکستان
بیک گراؤنڈ: خبر و نظر امریکی سفارتخانہ اسلام آباد کی طرف سے شائع کردہ ایک بلا قیمت میگزین ہے۔

میگزین کو بلیک باکس کانسپٹس نے ڈیزائن کیا۔

پتہ کی تبدیلی اور اپنے نام جاری کرانے: پتہ کی تبدیلی اور سبسکرپشن کی درخواستیں infoisb@state.gov کو ارسال کیجئے۔
ایڈیٹر کے نام خطوط: خطوط کا متن 250 الفاظ سے زائد نہ ہو، اور اس میں کھتے والے کا نام، پتہ اور دن کے اوقات کا ٹیلیفون نمبر درج ہوں۔ تمام
خطوط خبر و نظر کی ملکیت سمجھے جائیں گے اور ان کے متن میں اختصار، ضروری تصحیح اور مفہوم کو واضح کرنے کے مقصد سے اصلاح کی جاسکتی گی۔

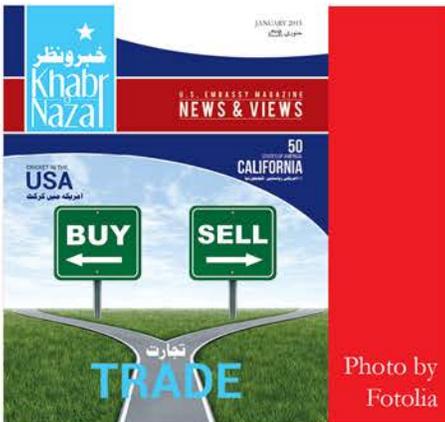
رابطہ رکھئے: خبر و نظر نیوز اینڈ ویوز

ای میل: infoisb@state.gov

فون: +92 (0) 51 208 0000

http://islamabad.usembassy.gov/pakistan/khabr_o_nazar.html

ویب سائٹ: <http://islamabad.usembassy.gov>





Letters to the Editor	06	مدیر کے نام خطوط
Expanded Markets, Expanded Opportunity	07	وسیع منڈیاں وسیع مواقع
South Asia: On the Cusp of Regional Connectivity	10	جنوبی ایشیا علاقائی ربط و تعاون کی جانب گامزن
The US-Pakistan Relationship: What does the future hold?	12	پاک امریکہ تعلقات: مستقبل کا منظر نامہ کیا کہتا ہے؟
ICT-Driven Social Transformation	14	انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کی بدولت ہونے والی سماجی تبدیلیاں
Do you know who made your shoes?	16	کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کا جوتا کون بناتا ہے؟
A Day in the life of an Appellate Tribunal Judge	17	اپیلیٹ ٹریبونل جج کی زندگی میں ایک دن
California: Far from Pakistan?	18	کیلی فورنیا - پاکستان سے کتنا مختلف؟
Snapshot: California's Megaports	20	کیلیفورنیا کی بڑی بندرگاہیں
Cricket in the USA	22	امریکہ میں کرکٹ
Pakistan's Tech Start-up: Ecosystem in need of Home-Grown Venture Capital	24	پاکستان کو ٹیکنالوجی کے شعبے میں کاروباری ماحول کے آغاز کیلئے اندرون ملک سرمایہ کاری کی ضرورت ہے
Entire Ocean In a Drop	26	قطرے میں قلزم
Why do business with Pakistan?	28	پاکستان کے ساتھ تجارت کیوں کی جائے؟
Discovering US Market Opportunities through SABIT Program	30	SABIT پروگرام کے تحت امریکی منڈی میں مواقع کی تلاش
Pakistan and Afghanistan: Working to Strengthen Trade Ties	32	پاکستان اور افغانستان: تجارتی تعلقات کو مضبوط بنانے کے لئے سرگرم عمل
Trade Snapshot: Remittances	34	تجارت کا منظر نامہ - ترسیلات زر
Aid from the American People: Women in Trade Program	36	یو ایس ایڈ کا تجارت میں خواتین پروگرام
US Exchange Program Alumni Promote Entrepreneurship in Pakistan	38	امریکی تبادلہ پروگرام کے شرکاء کی جانب سے پاکستان میں نئی کاروبار کو فروغ دینے کی کاوش

Editor's corner

گوشہ مدیر



Dear Readers,

What comes to mind when you think of trade? Is it the flow of goods across the border from Afghanistan to Pakistan, or huge crates slowly making their way from ports in Asia across the Pacific Ocean to California? Maybe it is the excitement of being an entrepreneur in an emerging economy and selling your products to overseas markets? However you see it, international trade is the exchange of capital, goods and services across country borders. International trade has a huge impact on everyone's quality of life, and in an increasingly globalized world, is absolutely essential to growth and prosperity.

In this edition of Khabr-o-Nazar, we take a look at the individuals, businesses, and institutions that are working to further international trade in the United States and Pakistan. The U.S. is Pakistan's largest trading partner, and for a good reason. We remain committed to an economic relationship that taps into the enormous potential of the people of Pakistan. In this edition of Khabr-o-Nazar, you'll learn about the importance of breaking down barriers to trade and hear from someone whose job is to make sure that the global marketplace is fair to all Pakistanis. You will also hear from the U.S. Ambassador to Pakistan, Richard Olson, and get a glimpse into what happened on a recent Information and Communications Technology (ICT) Trade Mission to the United States. For more personal perspectives, read up on some young Pakistani women who are training to become trade professionals with a little help from the American people.

We've received an enthusiastic response from our readers on the "50 states of America" series, and it continues in this edition with a feature on the U.S.' most populous state, California. We also invite you to appreciate a piece of literature that explores the Sufism and Quawwali music experience from an American perspective. Lastly, we explore Pakistan's beloved sport, cricket, and how its popularity is growing in the U.S.

As you can see, this issue has something for everyone, and we hope you enjoy reading it. Give us your thoughts about this edition of Khabr-o-Nazar and tell us what you'd like to see in the future. We look forward to hearing from you! ■

Sincerely,

Cynthia R. Harvey
Cynthia Harvey

Managing Editor and Embassy Spokesperson
U.S. Embassy
Email: infoisb@state.gov | Website: <http://islamabad.usembassy.gov>

قارئین کرام

جب آپ تجارت کے بارے میں سوچتے ہیں تو آپ کے ذہن میں کیا آتا ہے؟ کیا یہ ایشیا کی افغانستان کی سرحد سے پاکستان کی طرف نقل و حمل کا نام ہے یا یہ ایٹشیا کی بندرگاہوں سے بھاری بیٹیوں کے آہستہ آہستہ بحرا کا کابل کے راستے کیلی فورنیا تک پہنچنے کو کہتے ہیں؟ ممکن ہے یہ کسی اُبھرتی ہوئی معیشت میں ایک تاجر کی حیثیت سے سمندر پار منڈیوں میں اپنی مصنوعات فروخت کرنے سے حاصل ہونے والی خوشی کا نام ہو؟ آپ اس کو جس انداز سے بھی دیکھیں اس سے قطع نظر، عالمی تجارت سرحد پار سے ایشیا، خدمات اور سرمائے کے تبادلے کا نام ہے۔ عالمی تجارت ہر کسی کی زندگی کے معیار پر بڑی حد تک اثر انداز ہوتی ہے اور تیزی سے سکتی ہوئی دنیا میں تو ترقی اور خوشحالی کے لئے لازم ہو چکی ہے۔

”خبر و نظر“ کے زیر نظر شمارے میں ہم نے پاکستان اور امریکہ کے درمیان عالمی تجارت کے فروغ کے لئے مصروف عمل افراد، کاروباری اور دیگر اداروں کا جائزہ لیا ہے۔ امریکہ بوجہ پاکستان کا سب سے بڑا تجارتی ساتھی ہے۔ ہم ایسے اقتصادی تعلقات کے خواہاں ہیں جو پاکستان کے باصلاحیت عوام کی توانائیوں سے مستفید ہو سکیں۔ ”خبر و نظر“ کے زیر نظر شمارے میں آپ تجارت کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو ختم کرنے کی اہمیت کے بارے میں جان سکیں گے اور آپ ایک ایسے شخص کے خیالات بھی معلوم کر سکیں گے جس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس امر کو یقینی بنائے کہ عالمی منڈیاں ہر پاکستانی کے لئے یکساں مواقع فراہم کریں۔ آپ پاکستان میں امریکہ کے سفیر چرڈ اولسن کی تحریر سے یہ بھی جان سکیں گے کہ حال ہی میں انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کے وفد کے امریکہ کے دورے کے موقع پر کیا پیش رفت ہوئی۔ امریکی عوام کی تھوڑی سی مدد سے تجارت کی پیشہ ورانہ تربیت پانے والی نوجوان خواتین کا ذاتی نقطہ نظر جاننے کے لئے آپ کو اُن کی آراء پڑھنے کو ملیں گی۔

ہمیں ”امریکہ کی چپاس ریاستیں“ سلسلے کے حوالے سے قارئین کا بہت زبردست رد عمل ملا ہے اور اس شمارے میں بھی امریکہ کی سب سے زیادہ گنجان آباد ریاست کیلی فورنیا کے بارے میں ایک مضمون شامل کیا گیا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ آپ اس مضمون کو بھی سراہیں گے۔ جس میں امریکی نقطہ نظر سے صوفی ازم اور توالی کا جائزہ لیا گیا ہے۔ آخر میں ہم نے پاکستان میں پسندیدہ ترین کھیل کرکٹ اور اس کی امریکہ میں بڑھتی ہوئی مقبولیت کا بھی تذکرہ شامل کیا ہے۔

جیسا کہ آپ دیکھیں گے اس شمارے میں ہر کسی کی دلچسپی کے لئے کچھ نہ کچھ موجود ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ آپ اس سے لطف اندوز ہوں گے۔ ”خبر و نظر“ کے اس شمارے کے بارے میں ہم آپ کے خیالات جاننا چاہیں گے۔ آپ یہ بھی بتائیں کہ آپ اس شمارے کو کیسا دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم آپ کی آراء کے منتظر ہیں گے۔ ■

Cynthia R. Harvey

سنٹھیا ہاروے

ٹیٹنگ ایڈیٹر جہان امریکی سفارتخانہ اسلام آباد
ای میل ایڈریس: infoisb@state.gov | ویب سائٹ: <http://islamabad.usembassy.gov>



LETTERS

TO THE EDITOR

مدیر کے نام خطوط

I am pleased to write these lines about your prestigious monthly magazine Khabro-o-Nazar. The articles on entrepreneurship in the previous issue stimulated new ideas in my mind and enabled me to share the valuable information with my students, most of whom aspire to start their own businesses in the future. I congratulate to the entire Khabro-o-Nazar team for publishing such an informative and worth-reading journal.

Captain (ret.) Syed Hamid Ali Shah
Principal, Quaid-e-Azam
College of Commerce,
University of Peshawar

Dear Syed,

Thank you for your letter. It is great to hear that the magazine is helping your students. We are working hard every day to ensure that this publication is a relevant tool not only to teach Pakistanis about the United States, but also to generate ideas on important topics like business and entrepreneurship. Hopefully what you have learned, and what they learn from you, not only informs the development of their own businesses, but helps further overall trade in Pakistan, the topic of this month's issue!

مجھے آپ کے منوقر رسالے کیلئے یہ سطرین لکھتے ہوئے خوش محسوس ہو رہی ہے۔ گزشتہ شمارے میں کاروبار کے حوالے سے شائع ہونے والے مضامین سے میرے دماغ میں نئے تصورات کو تحریک ملی جن سے حاصل ہونے والی معلومات میں نے اپنے ان طالب علموں سے شیئر کیں جن میں سے بیشتر مستقبل میں اپنا ذاتی کاروبار شروع کرنے کے خواہاں ہیں۔ میں یہ معلومات افزاء اور قابل مطالعہ رسالہ شائع کرنے پر "خبر و نظر" کی ساری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

کمیشن (ریٹائرڈ) سید حامد علی شاہ
پرنسپل قائد اعظم کالج آف کامرس
پشاور یونیورسٹی

قابل احترام حامد صاحب!

خط لکھنے کا شکریہ۔ یہ سن کر خوش ہوئی کے ہمارے رسالے سے آپ کے طالب علموں کو مدد مل رہی ہے۔ ہم اس بات کو یقینی بنانے کیلئے سخت محنت کر رہے ہیں کہ یہ رسالہ نہ صرف پاکستانی عوام کو امریکہ کے بارے میں معلومات کی فراہمی کا ذریعہ بنے، بلکہ اہم موضوعات جیسے کاروبار اور تجارت کے حوالے سے نئے خیالات متعارف کروائے۔ امید واثق ہے کہ آپ نے جو کچھ سیکھا اور وہ جو کچھ آپ سے سیکھتے ہیں اس سے نہ صرف ان کے اپنے کاروبار ترقی کریں گے بلکہ وسیع تر سطح پر پورے پاکستان کی تجارت کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہوں گے۔ جو کہ اس ماہ کے شمارے کا موضوع ہے۔

Besides disseminating valuable information about U.S. culture and society, this magazine also serves as a bridge between the peoples of Pakistan and the United States of America. Particularly, the articles about the "50 States of America" provide useful information about each of the states in the country. I would like to suggest that translation of the works of modern American poets also be included in subsequent issues of "Khabro-o-Nazar."

Sami Jamal
Karachi

Dear Sami,

Thank you for your letter. We firmly believe that Khabro-o-Nazar is a bridge between Americans and Pakistanis and it is great that you agree. The 50 States of America are dynamic and impressive in their own ways, which is why we are eager to feature them in each issue of our magazine. Featuring American poets is a great idea for our next issue. In the meantime, enjoy a short, non-fiction piece we have included in this month's edition by our Cultural Affairs Attaché, Judith Ravin.

یہ رسالہ امریکی ثقافت اور معاشرے کے بارے میں اہم معلومات کا ذریعہ ہونے کے علاوہ پاکستانی اور امریکی عوام کے درمیان ایک پل کا کردار بھی ادا کرتا ہے۔ بالخصوص "امریکہ کی پچاس ریاستوں" کے بارے میں شائع ہونے والے مضامین اس ملک کی ہر ریاست سے متعلق مفید معلومات فراہم کرتے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ اس کے آئندہ شماروں میں جدید امریکی شعراء کا کام بھی شامل کیا جائے۔

سیخ جمال،
کراچی

قابل احترام سیخ صاحب!

خط لکھنے کا شکریہ۔ ہمیں یقین ہے کہ "خبر و نظر" پاکستانی اور امریکی عوام کے درمیان ایک پل کا کردار ادا کرتا ہے، اور ہمیں خوشی ہے کہ آپ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں۔ امریکہ کی پچاس ریاستیں اپنی اپنی جگہ مختلف حوالوں سے متحرک اور متاثر کن ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم انہیں اپنے رسالے کی ہر اشاعت میں شوق سے جگہ دیتے ہیں۔ آئندہ شمارے میں امریکی شعراء کے حوالے سے مضمون شائع کرنے کی تجویز ایک اچھا خیال ہے۔ دریں اثنا اس ماہ کے شمارے میں ایک مختصر اور غیر افسانوی تحریر سے لطف اندوز ہوں جو ہماری کلچرل اتاشی جوڈتھ راوین کی کاوش ہے۔

EXPANDED MARKETS, EXPANDED OPPORTUNITY

وسیع منڈیاں وسیع مواقع



AP Photo/Dueto Goldstein

A Brazilian farmer uses a machine to rake drying coffee beans inside a greenhouse, an innovative technique introduced to boost productivity.

ایک برازیلی کسان گرین ہاؤس کے اندر کافی کے دانوں کو خشک کرنے کے لئے مشین استعمال کر رہا ہے۔ پیداوار بڑھانے کے لئے نئی تکنیک متعارف کرائی گئی ہے۔

Regional free trade agreements facilitate the free flow of goods and services across borders by reducing traditional trade barriers such as tariffs, quotas and bans. Establishing an environment of unrestricted, nonbiased trade fosters competition, inspires innovation and benefits all parties.

While international competition may harm some domestic industries, it ultimately results in greater economic and social stability for countries, access to new markets and increased capital for businesses, and lower prices and more choices for consumers.

STRONGER ECONOMY

Regional free trade agreements put countries on a shared path to prosperity. From spurring economic growth to enhancing regional security, free trade confers upon participating countries a range of economic, societal and political benefits.

The competition, innovation and knowledge transfer stimulated by free trade generate growth in developed and developing countries

آزادانہ تجارت کے علاقائی معاہدے روایتی تجارتی رکاوٹوں مثلاً ڈیوٹیوں، کوٹہ اور پابندیوں سے بالاتر رہتے ہوئے سرحد پار سے اشیاء اور خدمات کی آمد و رفت میں آسانی لاتے ہیں۔ تعصبات اور پابندیوں سے آزاد تجارتی ماحول سے مسابقت کی فضا جنم لیتی ہے۔ ایجادات کا رجحان بڑھتا ہے اور تمام فریقوں کو فائدہ ہوتا ہے۔

ممکن ہے کہ بین الاقوامی مسابقت بعض ملکی صنعتوں کے لئے نقصان دہ ہو لیکن بالآخر یہ ملکوں کو اقتصادی اور سماجی اعتبار سے مستحکم کرنے، انہیں نئی منڈیوں تک رسائی دینے، کاروبار کے لئے زیادہ سرمایے کی فراہمی، اشیاء کی کم قیمتوں اور صارفین کے لئے انتخاب کے زیادہ مواقع مہیا کرنے کا موجب ہوتی ہے۔

مضبوط معیشت

آزادانہ تجارت کے علاقائی معاہدے ملکوں کو خوشحالی کی مشترکہ راہ پر گامزن کر دیتے ہیں۔ آزادانہ تجارت کے معاہدے میں شریک ملکوں کو اقتصادی ترقی کی رفتار تیز کرنے، علاقائی سلامتی کو فروغ دینے سمیت کئی اقتصادی، سماجی اور سیاسی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

آزادانہ تجارت کی بدولت شروع ہونے والی مسابقت، ایجادات اور معلومات کے تبادلے سے ترقی یافتہ اور ترقی پذیر

alike. According to the International Monetary Fund (IMF), Bhutan experienced more than a 77 percent increase in its gross domestic product (GDP) since signing the South Asian Free Trade Area (SAFTA) agreement. Other SAFTA countries such as India and Sri Lanka have experienced similar growth.

Beyond bolstering a country's economy, free trade enhances a country's investment appeal. By reducing trade restrictions and encouraging greater transparency, regional free-trade agreements create an economic predictability that eases investors' concerns and increases the likelihood of investment. According to the World Bank, for example, net inflows of foreign direct investment (FDI) to Kenya increased by more than 250 percent after it helped form the East African Community (EAC) trading bloc.

ہر دو طرح کے ممالک کو فائدہ ہوتا ہے۔ عالمی مالیاتی فنڈ کے مطابق جنوبی ایشیاء کے علاقائی آزاد تجارت کے معاہدے پر دستخط کرنے کے بعد یونان کی مجموعی قومی پیداوار میں ستر فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا۔ اس معاہدے میں شریک دوسرے ممالک مثلاً بھارت اور سری لنکا میں بھی ترقی کی رفتار اسی طرح سے رہی۔

آزادانہ تجارت سے کسی ملک کی صرف معیشت بہتر نہیں ہوتی بلکہ وہاں سرمایہ کاری کرنے کا رجحان بھی بڑھ جاتا ہے۔ آزادانہ تجارت کے علاقائی معاہدے ایک طرف تجارتی پابندیوں کو ختم کرتے ہیں، زیادہ شفافیت کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ متوقع اقتصادی منظر نامہ سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اس طرح سے سرمایہ کاروں کے خدشات ختم کرنے میں مدد ملتی ہے اور سرمایہ کاری کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ عالمی بینک نے کینیا کی مثال دیتے ہوئے کہا ہے کہ جب سے اس نے مشرقی افریقی ممالک کے تجارتی بلاک کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ اس کے بعد سے کینیا میں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری میں 250 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

HOW BUSINESS BENEFITS

FREE TRADE:

- Provides access to new markets
- Expands customer bases
- Creates new channels of capital
- Enables investment in research and development
- Encourages innovation
- Increases productivity and efficiency

کاروبار کے کیا فوائد ہیں؟

آزادانہ تجارت:

- نئی منڈیوں تک رسائی دیتی ہے۔
- صارفین کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔
- سرمایے کے نئے ذرائع پیدا ہوتے ہیں۔
- تحقیق و ترقی میں سرمایہ کاری ہونے لگتی ہے۔
- ایجادات کو ہمیز ملتی ہے۔
- پیداوار اور حسن کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے۔



IMPROVED LIVING STANDARDS

Free trade produces social benefits, too. Countries that are more open to international trade boast higher employment rates, higher incomes and better living standards than countries that restrict trade. For example, Mexico's poverty rate, defined by the World Bank as the percentage of the population living on less than \$2 a day, has decreased 63 percent since the country signed the North American Free Trade Agreement (NAFTA) in 1994. Moreover, Mexican sectors that export 60 percent or more of their products pay wages 39 percent higher than Mexican sectors that do not.

Canada has also experienced NAFTA's societal benefits; according to the World Bank, the country has seen a 23 percent drop in unemployment since signing the regional free trade agreement.

BETTER GOVERNANCE

Regional free trade agreements also promote good governance by incorporating binding commitments to transparency, due process and public accountability. Where improved living standards remove the incentive for corruption, international commitments remove the opportunity.

طرز زندگی میں بہتری

آزادانہ تجارت کے سماجی فوائد بھی ہیں۔ جن ممالک میں عالمی تجارت زیادہ آزاد ہے وہاں ان ممالک کے مقابلے میں، جہاں تجارت پر پابندیاں عائد ہوتی ہیں، روزگار کے مواقع بڑھ جاتے ہیں۔ لوگوں کی آمدنی نسبتاً زیادہ ہوتی ہے اور طرز زندگی میں بہتری آتی ہے۔

مثال کے طور پر عالمی بینک کی اصطلاح میں غربت کی سطح یہ ہے کہ کسی ملک کی وہ آبادی جو دو ڈالر روزانہ سے کم آمدنی پر گزارہ کرتی ہو، میکسیکو نے جب 1994ء میں شمالی امریکن آزادانہ تجارت کے علاقائی معاہدے (NAFTA) پر دستخط کئے تو اس کی غربت کی شرح میں 63 فیصد کمی آئی۔ مزید برآں میکسیکو کے جن شعبوں کی مصنوعات کی برآمدات ساٹھ فیصد یا اس سے زیادہ تھیں۔ وہ ان شعبوں کے مقابلے میں اپنے ملازمین کو 39 فیصد زیادہ معاوضہ دے رہے تھے۔ جن کی برآمدات کی شرح کم تھی۔

عالمی بینک کے مطابق کینیڈا کو بھی NAFTA میں شامل ہونے سے سماجی فوائد حاصل ہوئے۔ اس علاقائی معاہدے پر دستخط کرنے کے بعد سے وہاں بیروزگاری میں 23 فیصد کمی دیکھنے میں آئی۔

طرز حکمرانی میں بہتری

آزادانہ تجارت کے علاقائی معاہدوں میں شفافیت، مروجہ طریقہ کار اپنانے اور سرکاری احتساب کو یقینی بنانے کی شقیں

For Rwanda, joining the EAC has contributed to a 220 percent reduction in corruption, according to the World Bank's Worldwide Governance Indicators (WGI).

Other countries have also reaped the political benefits of free trade. El Salvador, for example, has improved its WGI rule-of-law rating by 92 percent and its regulatory quality rating by 388 percent since joining the Dominican Republic Central America United States Free Trade Agreement (CAFTA-DR). Fellow signatories Honduras and Nicaragua have made comparable improvements.

ENHANCED SECURITY

The political stability and personal prosperity furthered by free trade

بھی شامل ہوتی ہیں۔ اس طرح سے طرز حکمرانی میں بہتری آتی ہے۔ ایک طرف بہتر طرز زندگی بدعنوانی کی طرف رغبت کو کم کر دیتا ہے تو دوسری طرف عالمی سطح پر کئے گئے وعدوں کی وجہ سے اس کے مواقع بھی ختم ہو جاتے ہیں۔

عالمی بینک کے عالمی سطح پر طرز حکمرانی جانچنے کے معیار کے مطابق روانڈا میں آزادانہ تجارت کے علاقائی معاہدے میں شامل ہونے کے بعد بدعنوانیوں میں 220 فیصد کمی دیکھنے میں آئی۔

دیگر ممالک نے سیاسی فائدے سمیٹے۔ مثال کے طور پر جب سے ایل سالوڈور نے ڈومینیکن ری پبلک۔ وسطی امریکی۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے علاقائی تجارت کے معاہدے پر دستخط کئے ہیں۔ اُس وقت سے وہاں قانون کی حکمرانی میں 92 فیصد، اور قواعد و ضوابط میں 388 فیصد بہتری آئی ہے۔ اس معاہدے کے کرن دوسرے ممالک ٹکارا گوا اور ہنڈورس میں بھی اسی طرح کی بہتری دیکھنے میں آئی۔



A worker assembles a car at a plant in Ulsan, South Korea. Automobile exports represent one of the country's top industries and help support thousands of jobs. AP Photo/ Yonhap, Lee Sang-hyun

جنوبی کوریا کے شہر اُلسن میں ایک ورکر کار کے پرزے جوڑ رہا ہے۔ گاڑیوں کی صنعت ملک کی بڑی صنعتوں میں سے ایک ہے اور اس شعبے میں ہزاروں لوگ ملازمت کرتے ہیں۔

also lead to enhanced regional security and stability. When countries trade freely, they become economically engaged with one another and are less likely to go to war. For example, since forming the European Union, the continent that staged two World Wars is now home to some of the world's most peaceful countries. Simply put, the path to prosperity is also a path to peace. ■

علاقائی امن و سلامتی میں بہتری

آزاد تجارت کی بدولت ذاتی خوشحالی اور سیاسی استحکام میں اضافے کی بدولت علاقائی امن و استحکام کو بھی تقویت ملتی ہے۔ جب ملک ایک دوسرے کے ساتھ آزادانہ تجارت کرنے لگتے ہیں تو پھر وہ اقتصادی اعتبار سے ایک دوسرے سے منسلک ہو جاتے ہیں اور باہمی لڑائی کے امکانات نہیں رہتے۔ مثال کے طور پر یورپین یونین کی تشکیل کے بعد سے اب تک دو عالمی جنگوں کی آماجگاہ رہنے والا خطہ پڑا سن ترین ممالک کا علاقہ بن چکا ہے۔ مختصر یہ کہ خوشحالی کا راستہ امن کا بھی راستہ ہوتا ہے۔ ■

A woman arranges bananas in Tanzania. Countries that are rich in natural resources can obtain other resources through free trade. © Flickr/ Abby Chicken

تجزیہ میں ایک خاتون کیلون کو ترتیب سے رکھ رہی ہے۔ قدرتی وسائل سے مالا مال ممالک آزادانہ تجارت کے ذریعے دیگر وسائل حاصل کر سکتے ہیں۔

Courtesy of: Bureau of International Information Programs, U.S. Department of State.

بشکریہ: بیورو آف انٹرنیشنل انفارمیشن پروگرامز، امریکی حکمرانہ خارجہ



the world. For South Asia, intraregional trade is anchored at around five percent, the lowest in the world. But the good news is we are seeing real leadership from governments of the region to change that dismal statistic.

India's Prime Minister Modi has made growing trade and investment among SAARC countries one of his government's top priorities, and these early efforts are having positive ripple effects throughout the neighborhood. This is especially true in areas like energy connectivity, where increased flows of electricity can fill supply gaps, provide factories with the power they need to engage in regional trade and showcase to potential investors the region as a platform for business and market access. Following Modi's trip to Nepal earlier this year, the two countries have advanced power trade and power development cooperation, which could enable greater private sector investment to develop hydropower capacity. India and Bhutan recently signed agreements to strengthen their ties and deepen regional energy, trade, and educational connectivity. And India and Bangladesh are working closely to expand their cross-border 500 MW electricity transmission line, which came online last year. In Afghanistan, the newly elected Government of National Unity has prioritized regional economic engagement, already signing a pricing agreement for transiting electricity from Central Asia through Afghanistan to Pakistan as one of its first policy acts.

This week, SAARC members have the chance to further deepen regional ties by moving on three agreements that have the potential to revolutionize trade and regional economic growth: a South Asia power trade agreement, a motor vehicle agreement and a railway agreement which collectively will provide the basic framework for regional integration. We also welcome the continued pursuit of a South Asian Free Trade Area (SAFTA) by all the countries of SAARC, which would provide a strong, stable and transparent framework for investment while fostering greater trade and spreading opportunity. Such steps are necessary to create a single regional market that will spur market efficiencies, generate comparative advantages and shift to more productive, innovative and balanced economies.

As SAARC members work together towards a more connected and more prosperous future, they will have the support of international partners like the United States. We are already taking several steps to support greater South Asia cooperation. On the energy side, we have been working with South Asian countries on steps needed to create a regional energy market through greater electricity trade. On transit trade, the United States supports a strong regulatory environment for private investment and greater harmonization of trade standards across borders. On border crossings, we are implementing a single-window customs system to reduce border wait times at key points such as the Benapole-Petrapole crossing across India and Bangladesh. We have also offered technical assistance to organizations that facilitate greater regional linkages to the global marketplace like the Bay of Bengal Initiative for Multi-Sectoral Technical and Economic Cooperation (BIMSTEC) secretariat.

The United States sees a South Asia with unlimited potential, not only to dramatically increase trade within the region but to also reach out to regional neighbors in Central and Southeast Asia. This is why we are supporting initiatives like the Indo-Pacific Economic Corridor -- connecting South to Southeast Asia -- and the New Silk Road -- connecting South to Central Asia -- with greater energy, trade, transit, and people-to-people links.

In short, the United States sees the potential of a much more unified Asia - with South Asia at the heart of dynamic regional connections. SAARC members can lead the way this week and unleash the region's true potential and create a more prosperous and secure future for their people. ■

تاہم خوش آئند بات یہ ہے کہ اس مایوس کن صورتحال کو تبدیل کرنے کے لئے خطے کی حکومتوں میں سے ایک حقیقی لیڈر شپ سامنے آئی ہے۔

بھارتی وزیر اعظم مودی نے سارک ممالک کے درمیان وسعت پذیر تجارت و سرمایہ کاری کو اپنی حکومت کی اولین ترجیحات میں سے ایک قرار دیا ہے اور اس ضمن میں ابتدائی اقدامات سے دیگر بڑی ممالک پر دروس مثبت نتائج مرتب ہو رہے ہیں۔ توانائی کے شعبے میں تعاون کے حوالے سے یہ بات بالخصوص درست ثابت ہو رہی ہے، فیکٹریوں کو مطلوبہ بجلی فراہم کی جاسکتی ہے جنہیں علاقائی سطح پر تجارت کو فروغ دینے اور اس خطے کو متوقع سرمایہ کاروں کے سامنے کاروبار اور مارکیٹ تک رسائی کے لئے ایک پلیٹ فارم کے طور پر پیش کرنے کے لئے توانائی کی ضرورت ہے۔ بھارتی وزیر اعظم مودی کے اس سال دورہ نیپال کے بعد دونوں ممالک نے بجلی کی تجارت اور بجلی کے شعبے کو ترقی دینے کے لئے تعاون کو وسعت دی ہے جس سے ہائیڈرو پاور کی پیداواری گنجائش بڑھانے کے لئے نجی شعبے کی سرمایہ کاری میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ بھارت اور بھوٹان نے حال ہی میں اپنے تعلقات کو مستحکم بنانے اور توانائی، تجارت اور تعلیم کے شعبے میں علاقائی تعاون کو مزید گہرا بنانے کے لئے معاہدوں پر دستخط کیے ہیں۔ بھارت اور بنگلہ دیش بجلی کی پانچ سو میگا واٹ کی سرحد پار ٹرانسمیشن لائن کو جو گذشتہ سال آن لائن ہوئی وسعت دینے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ افغانستان میں قومی یکجہتی کی نوبت منتخب حکومت نے علاقائی معاشی تعاون کو ترجیح بنایا ہے اور پہلے ہی وسطی ایشیا سے افغانستان کے ذریعے پاکستان کو بجلی کی فراہمی کے لئے قیمتوں کے معاہدے پر اپنے پہلے پالیسی اقدام کے طور پر دستخط کر دیئے ہیں۔

اس ہفتے سارک کے رکن ممالک کے پاس تین معاہدوں پر پیش رفت کے ذریعے علاقائی تعلقات کو مزید گہرا کرنے کا ایک اہم موقع ہے، یہ معاہدے تجارتی و علاقائی معاشی نمونوں، بہتری لانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان میں ایک ساؤتھ ایشیا پاور ٹریڈ ایگریمنٹ، ایک موٹر ویکل ایگریمنٹ اور ایک ریلوے ایگریمنٹ شامل ہیں، جو مشترکہ طور پر علاقائی ربط و تعاون کے لئے بنیادی ڈھانچہ فراہم کریں گے۔ ہم سارک کے تمام ممالک کی جنوبی ایشیائی آزاد تجارتی معاہدے (سافٹا) کے لئے مسلسل جدوجہد کو بھی خیر مقدم کرتے ہیں جو وسیع تجارت اور مواقع کو فروغ دیتے ہوئے سرمایہ کاری کے لئے ٹھوس، مستحکم اور شفاف ڈھانچہ فراہم کرے گا۔ اس طرح کے اقدامات ایک علاقائی مارکیٹ کے قیام کے لئے ضروری ہیں جس سے مارکیٹ کی استعداد کار میں بہتری آسکے گی، تجارت کے بہتر مواقع مہیا ہو سکیں گے اور مزید فائدہ مند، جدید اور متوازن معیشتوں کی جانب پیش رفت ہو سکے گی۔

سارک کے رکن ممالک کو مزید مربوط اور مزید خوشحال مستقبل کی جانب پیش رفت کے لئے امریکہ جیسے بین الاقوامی شراکت داروں کا تعاون حاصل رہے گا۔ ہم پہلے ہی جنوبی ایشیا میں وسیع تر تعاون میں معاونت کے لئے کئی اقدامات کر رہے ہیں۔ توانائی کے شعبے میں ہم جنوبی ایشیائی ملکوں کے ساتھ ملکر بجلی کی وسیع تر تجارت کے ذریعے توانائی کی ایک علاقائی مارکیٹ کے قیام کے لئے درکار اقدامات پر کام کر رہے ہیں۔ ٹرانزٹ ٹریڈ کے شعبے میں امریکہ نجی سرمایہ کاری کے لئے ایک مضبوط ریگولیٹری ماحول اور سرحد پار تجارتی طریقوں کو مزید ہم آہنگ بنانے کے لئے تعاون فراہم کر رہا ہے۔ بارڈر کراسنگ کے حوالے سے ہم بھارت اور بنگلہ دیش کی بیٹاپول۔ پیٹراپول کراسنگ جیسے امریکہ کی داخلی راستوں پر انتظار کا وقت کم کرنے کے لئے ایک سنگل ونڈو سٹریٹجی نافذ کر رہے ہیں۔ ہم نے بے آف بنگال ایشیائی فار ملٹی سیکٹورل میکنیکل اینڈ آٹو ایکسپانڈیشن (بمس ٹیک) سیکرٹریٹ جیسے عالمی مارکیٹ مقام تک وسیع تر علاقائی روابط کے قیام میں سہولت فراہم کرنے کے لئے اداروں کو فنی معاونت بھی پیش کی ہے۔

امریکہ جنوبی ایشیا میں ترقی کے لامحدود امکانات دیکھ رہا ہے اور یہ امکانات خطے کے اندر صرف تجارت میں غیر معمولی اضافے تک ہی نہیں بلکہ وسطی اور جنوب مشرقی ایشیا کے علاقائی بڑی ملکوں تک رسائی پر بھی محیط ہیں۔ یہی وجہ ہیں کہ ہم انڈونیشیا، سنگاپور اور جاپان کو جنوب جنوب مشرقی ایشیا اور جنوب مشرقی ایشیا سے سلک روڈ اور وسیع تر توانائی تجارتی راہ داری اور گواہی سطح کے تعلقات کے ساتھ جنوب کو وسطی ایشیا سے منسلک کرنے جیسے اقدامات میں تعاون کر رہا ہے۔

مختصر یہ کہ امریکہ فعال علاقائی روابط میں جنوبی ایشیا کے مرکزی مقام کے ساتھ ایک بہت متحد ایشیا کے امکانات کو دیکھ رہا ہے۔ سارک کے رکن ممالک اس ہفتے اس سمت میں پیش رفت کے لئے ایک رجحان کو درکارا دے سکتے ہیں اور خطے کی ترقی کے حقیقی امکانات کو اجاگر اور اپنے لوگوں کے لئے مزید خوشحال اور محفوظ مستقبل مہیا کر سکتے ہیں۔ ■

THE U.S. - PAKISTAN RELATIONSHIP

پاک امریکہ تعلقات:

WHAT DOES THE FUTURE HOLD?

مستقبل کا منظر نامہ کیا کھتا ہے؟

By Ambassador Richard Olson
(As posted on the World Affairs Council Blog on
October 14, 2014)

تحریر: سفیر رچرڈ اولسن

(ورلڈ آفئیرز کونسل کے بلاگ پر شائع شدہ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۲۰۱۴ء)

I write this post as I prepare to depart Pakistan for the United States with a delegation of 20 Pakistani technology executives and government officials. In Washington, DC, we will meet with senior U.S. government officials to discuss policy and regulatory issues that can help drive growth and investment that would be mutually beneficial to the United States and Pakistan. We will then travel to California, where we will meet with Silicon Valley industry leaders to explore opportunities for increased trade, investment and jobs for our two countries. The question some of you may have is: Why make this trip? Why Pakistan? And why now?

The U.S.-Pakistan relationship has faced challenges in the past, but the future is what we are focused on. It is critical to understand how much Pakistani attitudes toward the U.S. are shaped by the end of Cold War in South Asia. In 1989, policy decisions regarding the end of the Soviet occupation of Afghanistan left Pakistan feeling abandoned and needing to find its own solutions to the problem of ongoing conflict in Afghanistan. U.S. non-proliferation efforts, most notably the enactment of the Pressler Amendment, curtailed what had been one of our largest military and civilian assistance programs. Many Pakistanis developed the view that the United States had used Pakistan's goodwill and strategic location as a matter of convenience.

Unfortunately, this view remains prominent today; we find echoes of it at the highest levels of the Pakistani government and in the daily media headlines. And the coming drawdown of US troops



میں پاکستان سے ٹیکنالوجی کے شعبے سے تعلق رکھنے والوں اور سرکاری حکام کے ایک ٹیم کو رکنی وفد کے ہمراہ امریکہ روانہ ہوتے ہوئے یہ تحریر لکھ کر رہا ہوں۔ واشنگٹن ڈی سی میں ہم امریکی حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں سے ملاقات کریں گے تاکہ قواعد اور پالیسی کے اُن امور پر بات چیت کر سکیں جو پاکستان اور امریکہ دونوں ممالک میں سرمایہ کاری اور ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ اس کے بعد ہم کیلی فورنیا جائیں گے جہاں سلیکون ویلی میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کی صنعت سے وابستہ لوگوں سے ملاقاتیں ہوں گی۔ تاکہ دونوں ممالک کے درمیان تجارت، سرمایہ کاری اور روزگار کے مواقع کو فروغ دیا جاسکے۔ آپ میں سے کچھ کے ذہنوں میں یہ سوال اُبھر سکتا ہے کہ اس دورے کی کیا ضرورت ہے؟ پاکستان سے لوگ کیوں جا رہے ہیں؟ اور اس وقت یہ دورہ کیوں کیا جا رہا ہے؟

ماضی میں پاکستان اور امریکہ کے تعلقات کو کئی چیلنج درپیش رہے۔ لیکن ہم اس وقت اپنی توجہ مستقبل پر مرکوز رکھیں گے۔ یہ بات سمجھنے کی اشد ضرورت ہے کہ جنوبی ایشیاء میں سرد جنگ کے خاتمے کے بعد امریکہ کے حوالے سے پاکستانی رویوں میں کس قدر تبدیلی

آئی۔ 1989ء میں افغانستان پر سوویت تسلط کے خاتمے کے موقع پر کئے جانے والے فیصلوں سے پاکستان نے محسوس کیا کہ اُسے تنہا چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور اُسے افغانستان میں جاری تنازعہ کا حل خود تلاش کرنا ہوگا۔ ایٹمی ہتھیاروں کے عدم پھیلاؤ کی امریکی کوششوں اور خاص طور پر پریسلر ٹریٹیم کے نفاذ کی وجہ سے ہمارا فوجی اور سوئیلین امداد کا سب سے بڑا پروگرام محدود ہو کر رہ گیا تھا۔ بہت سے پاکستانیوں کا یہ خیال تھا کہ امریکہ نے پاکستان کا جغرافیائی محل وقوع اور اس کی سہولتوں کو اپنے فائدے کے لئے استعمال کیا ہے۔

ہمیں یہ خیال آج بھی پوری شدت سے موجود ہے اور ہم پاکستانی حکومت کے اعلیٰ ترین حلقوں اور اخبارات کی شہ

from Afghanistan begins to look like déjà vu. The recent signing of the bilateral security agreement (BSA) between Afghanistan and the U.S. should allay Pakistani fears that we are withdrawing from the region. A core goal of U.S. foreign policy in Pakistan and the region is to make it clear that we are here for the long haul. A lesson for the United States following the past 30 years of Pakistani history is that disengagement has led to disaster. We ignore this lesson at our peril.

Today, the U.S.-Pakistan relationship is broad-based, resilient and durable. America does not want a transactional or single-issue relationship with Pakistan; rather, we seek a partnership with the people of Pakistan that will withstand the test of time and benefit both of our countries. We work with Pakistanis in government and civil society, on issues ranging from energy to security cooperation and human rights to intellectual property rights. There is tremendous growth potential if we can close the fissures in our relationship. Flashpoint events that might initially push us apart must not distract us from the common values and interests that bring us together.

Our long term focus for U.S.-Pakistan ties is trade and investment, not just aid. Pakistan's approximately 190 million people make it the fifth largest market in the Middle East, Africa and South Asia. The prospects of long term economic growth and increased bilateral trade are great in a country where more than 60 percent of the population is under the age of 30 and nearly five million households will enter a burgeoning middle class population by 2025. This is where Pakistan's tomorrow lies and where we must focus our diplomatic efforts.

One of the biggest economic challenges is Pakistan's energy crisis. Energy is key to Pakistan's prosperity and the general welfare of all Pakistanis. Energy shortages cause growth and creativity to stagnate. From schools to manufacturing plants, a stable, reliable and cost-efficient source of energy is a basic requirement. One of our highest priorities is to support projects that provide power for every Pakistani. This is why energy is the centerpiece of U.S. assistance programs in Pakistan.

One of the best kept secrets of our foreign policy here is academic exchanges. We invest more in the prestigious Fulbright Program in Pakistan than in any other country in the world. These are not just abstract efforts. Our people-to-people exchange programs enrich the lives of Pakistanis and Americans. Tens of thousands of Pakistanis who have participated in U.S.-sponsored exchange programs have returned to live and work in Pakistan. They play a key role in building bridges between our societies and generating a more prosperous future for Pakistan and the United States.

So why Pakistan? Because helping build a prosperous Pakistan – with energy independence, economic integration and political stability – means a Pakistan less susceptible to violent extremism. This is a fundamental strategic goal for the United States, and more than that, it just makes sense. The United States is committed to a stable and prosperous Pakistan. ■

سرخیوں میں اس کی جھلکیاں سنتے اور دیکھتے ہیں اور اب افغانستان سے امریکی افواج کے ہونے والے انخلا کو بھی اسی تناظر میں دیکھا جائے گا۔ حال ہی میں ہی افغانستان اور امریکہ کے درمیان ہونے والے دو طرفہ سلامتی کے معاہدے سے اب پاکستان کے ان خدشات کا خاتمہ ہو جانا چاہیے کہ ہم اس خطے کو چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ پاکستان اور اس خطے کے حوالے سے امریکی خارجہ پالیسی کا ایک بنیادی نقطہ یہ ہے کہ ہم یہاں طویل عرصے تک موجود رہیں گے۔ پاکستان کی تاریخ کے گذشتہ تیس برسوں سے امریکہ نے یہ سبق سیکھا ہے کہ اپنے آپ کو الگ تھلگ کرنا تباہ کن ہو سکتا ہے۔ ہم نے یہ سبق بھول کر اپنے آپ کو شدید خطرات سے دوچار کیا ہے۔

اس وقت پاکستان اور امریکہ کے تعلقات وسیع تر، مستحکم اور پائیدار ہیں۔ امریکہ پاکستان کے ساتھ عارضی نوعیت کے یا ایک ہی نقطے پر مرکوز تعلقات نہیں رکھنا چاہتا بلکہ ہم پاکستانی عوام کے ساتھ ایسا تعلق استوار رکھنا چاہتے ہیں جو وقت کی ہر آزمائش پر پورا اتر سکے اور جو دونوں ملکوں کے لئے مفید ہو، ہم فکری الماک کے حقوق، انسانی حقوق، امن و سلامتی اور توانائی جیسے متنوع شعبوں میں پاکستانی حکومت اور سول سوسائٹی کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔ اگر ہم باہمی تعلقات میں آنے والے رخنوں کو بند کر سکیں تو ترقی کے بے پناہ مواقع سامنے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ماضی میں ہمیں ایک دوسرے سے دور کرنے والے واقعات، ایک دوسرے کے قریب لانے والی اقدامات اور دلچسپیوں سے جہاندگر کر سکیں۔

پاکستان۔ امریکہ تعلقات میں ہم محض امداد کو نہیں بلکہ تجارت اور سرمایہ کاری کو اپنا مطمح نظر سمجھتے ہیں۔ پاکستان اپنی کم و بیش انیس کروڑ آبادی کے ساتھ مشرق وسطیٰ، افریقہ اور جنوبی ایشیا میں پانچویں بڑی منڈی ہے۔ جس ملک میں ساٹھ فیصد سے زائد آبادی تیس برس سے کم عمر ہو اور جہاں 2025ء تک پچاس لاکھ مزید گھرانے متوسط طبقے میں شامل ہو جائیں گے۔ اس ملک میں اقتصادی ترقی کرنے اور باہمی تجارت بڑھانے کے مواقع بے شمار ہیں۔ یہی پاکستان کا روشن مستقبل ہے اور ہمیں اپنی سفارتی کوششوں کا محور بھی یہی رکھنا ہوگا۔ اقتصادی اعتبار سے پاکستان کو درپیش سب سے بڑا چیلنج توانائی کی قلت کا ہے۔ پاکستان اور پاکستانی عوام کی خوشحالی کے لئے توانائی کی فراہمی کلیدی اہمیت رکھتی ہے۔ بجلی کا بحران ترقی اور تخلیق کی راہ میں سدود رکھتا ہے۔ تعلیمی اداروں سے لے کر کارخانوں تک ہر کسی کی بنیادی ضرورت سستی بجلی کی بلاورک ٹوک فراہمی ہے۔ ہماری اولین ترجیحات میں سے ایک یہ ہے کہ ایسے منصوبوں کے لئے امداد فراہم کریں جو عام پاکستانیوں کو بجلی مہیا کرنے کے لئے تیار کئے گئے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں امریکی امداد کے پروگراموں میں توانائی کے منصوبوں کو بنیادی اہمیت دی جاتی ہے۔

ہماری خارجہ پالیسی کا ایک طرہ امتیاز تعلیمی شعبے میں تبادلے کا پروگرام ہے۔ ہم دنیا بھر میں سب سے زیادہ سرمایہ کاری پاکستان کے لئے فل برائنٹ پروگرام میں کر رہے ہیں۔ یہ کوئی فرضی کوشش نہیں ہیں۔ ہمارے پیپل ٹو پیپل ایکسچینج پروگراموں کی وجہ سے پاکستانیوں اور امریکیوں کی زندگیوں میں انقلاب رونما ہو رہا ہے۔ امریکی امداد سے چلنے والے ایکسچینج پروگراموں میں شرکت کرنے والے ہزاروں پاکستانی وطن واپس لوٹ کر یہاں کام کر رہے ہیں۔ دونوں معاشروں کے درمیان روابط بڑھانے اور پاکستان اور امریکہ کے خوشحال مستقبل کے لئے یہ لوگ بہت اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

تو پاکستان ہی کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ توانائی میں خودکفیل، اقتصادی طور پر خوشحال اور سیاسی طور پر مستحکم پاکستان کی تعمیر میں مدد دینے کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ پاکستان کو پُر تشدد شدت پسندی کا لاحق خطرہ کم ہوگا۔ یہ امریکہ کا بنیادی ترویجی مقصد ہے اور اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ وقت کا تقاضا ہے۔ امریکہ، پاکستان کو ایک خوشحال اور مستحکم ملک کے طور پر دیکھنا چاہتا ہے۔ ■

ICT-DRIVEN SOCIAL TRANSFORMATION

انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کی بدولت ہونے والی سماجی تبدیلیاں

تحریر: افشان صوبو

BY AFSHAN SUBOHI



There is little denying the fact that Pakistan is on the cusp of a social transformation.

The change, however, is not driven by sit-ins and rallies, but by a fast-evolving information and communication technology (ICT) sector. The trend has been gaining momentum as market forces and stakeholders — public, private sector, MNCs and trading partners — pool their resources and knowledge in the hope of reaping rich dividends. The renewed spirit of cooperation is helping better plug Pakistan with the rest of the world.

Successful private technology companies that have expanded exponentially over a relatively short period of time are upbeat, ready to support the government in its efforts to develop a technological infrastructural framework.

The democratic essence of information technology business nudges companies to act against their natural instinct of privatising gains

اور ان کی سرپرستی کرنے میں مصروف ہیں۔

”پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی کے چیئرمین ڈاکٹر سید اسماعیل شاہ کا کہنا ہے کہ موبائل کامرس پہلے ہی آچکی ہے۔ ہم ای کامرس کے لئے ایسا انفراسٹرکچر مہیا کرنا چاہتے ہیں کہ پبل جیسی کمپنیاں پاکستان میں اپنی خدمات پیش کر سکیں۔“

خدمات مہیا کرنے، شفافیت، مستعدی اور بحیثیت مجموعی عام لوگوں کی زندگی میں بہتری لانے کے لئے گورنس کی خوبیوں میں ٹیکنالوجی کے کردار کو تسلیم کرتے ہوئے سیاسی وابستگیوں سے قطع نظر تمام رہنماؤں کی ترقی کرنے اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی ترقی کے لئے اٹھائے جانے والے اقدامات کی بھرپور حمایت کر رہے ہیں۔

گلتا ہے کہ ٹیکنالوجی کے شعبے میں دنیا کی قیادت کرنے والا امریکہ پاکستان میں انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کے شعبے میں ہونے والی خاموش ترقی اور اس کے امکانات پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ توانائی کے شعبے کے بعد انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جس میں قریبی تعلقات اور روابط دونوں ممالک کے لئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ امریکی سفیر رچرڈ اولسن نے، جو

and socialising losses. Some IT firms are promoting incubator projects and providing mentoring services to new business aspirants that are inclined to transform innovative ideas into marketable business models.

“Mobile-commerce has already arrived. We are keen to develop infrastructure for e-commerce to enable companies like Paypal to provide their services in Pakistan as well,” says Pakistan Telecommunications Authority (PTA) Chairman Dr Syed Ismail Shah.

Convinced of the value of technology in improving the quality of governance — like service delivery, transparency, efficiency etc — and the quality of life of the people (greater awareness of choices), relevant leaders across the political spectrum are showing greater flexibility to learn, adapt and support initiatives directed at facilitating information technology development. The US, which leads the world in technological advancement, seems to have spotted the quiet growth in the ICT sector in

اس حقیقت میں کوئی شک نہیں ہے کہ سماجی اعتبار سے پاکستان میں تبدیلی کا عمل شروع ہو رہا ہے۔ تاہم یہ تبدیلی دھرنوں یا جلسوں کے نتیجے میں نہیں بلکہ تیزی سے ترقی کرتے ہوئے شعبے انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کی مرہون منت ہے۔ یہ رجحان اب اپنی رفتار پکڑ رہا ہے کیونکہ مارکیٹ کی قوتیں اور دلچسپی رکھنے والے تمام فریق یعنی حکومت، نجی شعبہ، ملٹی نیشنل کارپوریشنز اور تجارتی شرکاء، سب بہتر نتائج کی امید میں اپنے تمام وسائل اور معلومات کا استعمال کر رہے ہیں۔ تعاون کا روز افزوں جذبہ پاکستان کو باقی دنیا کے ساتھ بہتر انداز میں جوڑنے میں مدد دے رہا ہے۔

نسبتاً کم وقت میں تیزی سے ترقی کرنے والی کامیاب نجی ٹیکنالوجی کمپنیاں اس شعبے میں بنیادی ڈھانچے کے خدوخال وضع کرنے میں حکومت کی مدد کرنے کے لئے جیتا ہیں۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے کاروبار کی جمہوری روح ان کمپنیوں کو اپنی قدرتی جہت یعنی کمائی کو چھپا کر رکھنے اور نقصانات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کے برعکس عمل کرنے پر راغب کر رہی ہے۔

کچھ آئی ٹی کمپنیاں نیا کاروبار شروع کرنے اور اپنے اچھوتے خیالات کو قابل فروخت بنا کر پیش کرنے کے خواہشمندوں کے تجرباتی منصوبوں کو ترقی دینے

Pakistan and its potential. After energy, ICT has been identified as an area where closer ties and engagement can yield mutually beneficial results.

US Ambassador Richard Olson, who is currently leading a high-level ICT delegation from Pakistan to Silicon Valley, told Dawn in San Francisco that his country is willing to assist Pakistan in developing an ICT ecosystem and internationally accepted standards to generate an environment that is conducive for investment in the sector.

Commenting on the utility of the exercise, he said, "I hope and wish to top it over my last initiative". Last year, Mr Olson had led an energy delegation to Houston, which generated \$15m worth of business for US companies. The multiple engagements with the US State Department and the likes of IT giants Microsoft, Google, Cisco, TIE and Oracle demonstrate the seriousness of the initiative.

Dr Miftah Ismail, advisor to the prime minister on technology, told this scribe that the government is committed to removing irritants and facilitating the development of the sector, which, he said, is crucial to improving the quality of governance and accessibility of social services. The role of the sector in generating employment opportunities for the youth is also crucial.

Dr Syed Ismail Shah, chairman of the Pakistan Telecommunication Authority, sees a great future for ICT in Pakistan, as 3/4G technologies get fully leveraged by mobile companies and the competition brings android phones within the reach of ordinary citizens.

"There is no downside to this development. The opposition is based on ignorance. Mobile-commerce has already arrived. We are keen to develop infrastructure for e-commerce to enable companies like Paypal to provide their services in Pakistan as well," he told this writer privately.

"For the last two years,

رہی ہے۔ موبائل کامرس پہلے ہی متعارف ہو چکی ہے۔ ہم ای کامرس کے لئے بنیادی ڈھانچہ تشکیل دینے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔ تاکہ پے پیل جیسی کمپنیاں پاکستان میں اپنی خدمات پیش کر سکیں۔

پاکستان سافٹ ویئر ہاؤس ایسوسی ایشن کی صدر جہاں آراء نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں گزشتہ دو برس سے یوٹیوب پابندی عائد ہے۔ جب تک پاکستان اس طرح کے اقدامات واپس نہیں لیتا اُس وقت تک میرے خیال میں عالمی سرمایہ کاروں کو راغب کرنا ممکن نہ ہوگا۔ حکومت کو عالمی سطح پر اعتماد بحال کرنے کے لئے یہ فیصلہ واپس لینا چاہیے اور آئندہ ایسے فیصلوں سے گریز کرے۔ جو عالمی اقدار کے خلاف یکطرفہ تصور کئے جاتے ہوں۔ انہوں نے سرکاری شعبے میں آئی ٹی کے معاملات کی دیکھ بھال کرنے والے حکام پر بھی تنقید کی اور کہا کہ وہ ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچتے ہیں اور پالیسی امور پر چنگی شعبے سے مشاورت نہیں کرتے۔

پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ کے چیئرمین عمر سیف نے بتایا کہ اُن کا صوبہ اس ٹیکنالوجی کو عوام کے فائدے کے لئے بھرپور انداز میں استعمال کر رہا ہے۔ ہم نے صرف چار روز کی ریکارڈ مدت کے اندر اندر سیلاب کے متاثرین میں کروڑوں روپے تقسیم کئے۔ ٹیک ایکسس کے چیف ایگزیکٹو آفیسر سید اقتدار زیدی نے بتایا کہ وہ انجینئرنگ اور ٹیکنالوجی کے کئی اداروں میں نوجوانوں کی سرپرستی اور اُن کے ترقیاتی کاموں کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ وہ بہت جلد اسلام آباد کے قریب ٹیکنالوجی کلاؤن کھولنے کے خواہشمند ہیں۔

پاکستان کی بڑی آئی ٹی کمپنیاں ڈیڑھ سے اڑھائی کروڑ ڈالر کی مالیت رکھتی ہیں۔ ڈیڑھ ہزار کمپنیوں پر مشتمل اس شعبے کی کل مالیت دو ارب ڈالر سے زائد ہے۔ دس برس کے مختصر عرصے میں اس شعبے میں روزگار کے مواقع بڑھنے کی شرح چالیس فیصد سے زائد رہی ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ اگر یہی رفتار رہی تو اگلے پانچ برس میں 2019 تک اس شعبے کی مالیت گیارہ ارب ڈالر ہو جائے گی۔ ■

مصنف سلیکون ویلی، سن فرانسسکو کا دورہ کر رہی ہے۔

بنگلہ دیش ڈان، انٹرویو ایڈیٹرز، اکتوبر، 20، 2014



Youtube has been banned in Pakistan. As long as Pakistan fails to withdraw such abrupt draconian measures, I do not think persuasion can work on global investors. The government must lift the ban and desist the temptation to act unilaterally against global norms to earn international trust," commented Jehan Ara, president of the Pakistan Software House Association. She was also critical of the public sector IT hierarchy, which, she felt, was infested with petty politics and preferred not to engage with the private sector at the policy level.

Dr Umer Saif, chairman, Punjab Information Technology Board, said the province is leveraging technology to serve people. "We disbursed money worth millions amongst the flood affectees in a record four days".

Syed Iqtidar Zaidi, CEO of Techaccess Pakistan, said he has been supporting incubators and mentoring youngsters at several engineering institutions and technology institutes, and wishes to open a technology colony soon near Islamabad.

The bigger Pakistani IT companies are said to be worth \$15-25m. The collective worth of the sector, which has about 1,500 firms, is estimated at over \$2bn. The growth in the employment rate is stated to be over 40pc, from a narrow base 10 years back.

Experts believe if the thrust is maintained, the sector could grow at fast pace to cross the \$11bn-mark in the next five years, till 2019. ■

The writer is visiting Silicon Valley, San Francisco

Published in Dawn, Economic Business, October 20th, 2014

ان دنوں پاکستان سے انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کے ایک اعلیٰ سطح کا وفد لے کر سلیکون ویلی کا دورہ کر رہے ہیں۔ سان فرانسسکو میں روزنامہ ڈان کو بتایا کہ اُن کا ملک انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کی ترقی کے لئے سازگار نظام وضع کرنے اور ایسا ماحول تخلیق کرنے میں پاکستان کی مدد کرنے کا خواہاں ہے جو اس شعبے میں سرمایہ کاری کے لئے بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ معیار کے مطابق ہو۔ انہوں نے اس دورے کے حوالے سے کہا کہ اُن کی خواہش ہے کہ اُن کا موجودہ دورہ گزشتہ برس کے دورے کے مقابلے میں زیادہ کامیاب ثابت ہو۔ گزشتہ برس مسٹر اڈسن تو تانائی کے شعبے کا ایک وفد لے کر ہیوٹن آئے تھے اور امریکی کمپنیوں کے ساتھ ڈیڑھ کروڑ ڈالر مالیت کے سودوں پر دستخط کئے گئے تھے۔ امریکی محکمہ خارجہ اور آئی ٹی کے شعبے کی بڑی کمپنیوں مثلاً مائیکروسافٹ، گوگل، اور ایبل، TIE اور اسکس کے ساتھ متونوع ملاقاتوں سے اس دورے کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

وزیراعظم کے مشیر برائے ٹیکنالوجی ڈاکٹر مفتاح اسماعیل نے اس نمائندے کو بتایا کہ حکومت اس شعبے کو جو کہ گورنر کا معیار بہتر بنانے اور سماجی سہولیات و خدمات کو عوام تک پہنچانے میں کلیدی اہمیت رکھتا ہے، ترقی دینے کی غرض سے اس کی راہ میں حائل تمام روکاوٹیں دور کرنے میں سنجیدہ ہے۔ نوجوانوں کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں بھی اس شعبہ کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے۔

پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی کے چیئرمین ڈاکٹر اسماعیل شاہ کے خیال میں پاکستان میں انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کا مستقبل انتہائی شاندار ہے۔ کیونکہ موبائل کمپنیاں 3/4 جی ٹیکنالوجی کا بھرپور استعمال کر رہی ہیں اور مسابقت کی وجہ سے جدید ترین موبائل فون عام آدمی کی رسائی میں آچکے ہیں۔ انہوں نے اس نمائندے کو بتایا کہ اس ترقی کی رفتار کو کم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی مخالفت لاعلمی کی بنا پر کی جا



DO YOU KNOW WHO MADE YOUR SHOES?

کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کا جوتا کون بناتا ہے؟

Lahore, Pakistan is renowned for the skill of its shoemakers. But that ancient craft seemed bound for extinction as cheap imported shoes flooded the country. Now, two entrepreneurs, Waqas Ali and Sidra Qasim, and their startup, called Markhor, are building a new market for Lahore's fine footwear — online.

Ali and Qasim knew they had a good product. "After working with the craftsmen and talking to customers for over two years, we learned in depth about the quality, design and what can be achieved," Qasim said.

But to build an online market, the two needed capital. After several limited marketing attempts, Ali and Qasim launched a campaign on crowdfunding site Kickstarter, and supporters responded generously.

"Not only did we manage to meet the [fundraising] goal in less than a day, it allowed us to create 'stretch' goals, which directly connect to our mission of creating social impact," Qasim says.

MORE THAN MAKING MONEY

رقم کمانے سے کہیں آگے

وقاص علی اور سدرا قاسم محسوس کرتے ہیں کہ اپنے اہلکاروں کے ساتھ ان کا ایک قریبی تعلق ہے۔ کیونکہ وہ ایک ہی طرح کے لوگ ہیں۔ Kickstarter سے حاصل ہونے والے تعاون کو اب وہ مونیچیوں اور ان کے اہل خانہ کی صحت کی دیکھ بھال اور تعلیمی ضروریات کے لئے استعمال کریں گے۔

مارخور کا منصوبہ ہے کہ ایک برادری ہونے کے احساس کو آن لائن لایا جائے۔ اور ایک ایسا پلیٹ فارم تشکیل دیا جائے جس پر گاہک اور ہنرمند اپنی اپنی کہانیاں ایک دوسرے کے ساتھ شیئر کریں اور دونوں کے مابین ایک ایسا تعلق بن جائے جو بہت پہلے وجود رکھتا تھا۔ اُس وقت لوگ جانتے تھے کہ ان کا جوتا کس نے تیار کیا ہے۔ سدرا قاسم کا کہنا ہے کہ ان کے پردادا جانتے تھے کہ ان کا مونیچی کون ہے۔

وقاص علی اور سدرا قاسم نے سالانہ گلوبل انٹرپرائز شپ سٹ کے موقع پر بہت کچھ سیکھا ہے۔ جہاں وہ GIST Tech 1 کے مقابلے میں فائنل تک پہنچے۔ 2014ء کا سٹ 19 سے 21 نومبر تک مراکش میں منعقد ہوا۔ ■

بشکریہ: بیورو آف انٹرنیشنل انفارمیشن پروگرامز، امریکی محکمہ خارجہ

Ali and Qasim feel a connection to the shoemakers because they come from the same community. With the help received through Kickstarter, they will offer health care and educational assistance to the craftsmen and their families.

Markhor plans to bring this sense of community online. It's building a platform where customers and craftsmen can swap stories, creating virtually the sorts of connections that existed long ago, when people knew who made their shoes.

Ali and Qasim obtained valuable experience at the annual Global Entrepreneurship Summit, where they reached the finals of the GIST Tech-I competition. The 2014 summit, if you're ready to follow in the pair's, um, footsteps, took place from November 19–21 in Marrakech, Morocco. ■

Courtesy of: Bureau of International Information Programs, U.S. Department of State.



پاکستان کا شہر لاہور، مونیچیوں کی مہارت کے حوالے سے بھی معروف ہے۔ لیکن یہ قدیم ہنر ملک میں سیلاب کی صورت سے غیر ملکی جوتوں کی بھرمار کی وجہ سے اب معدوم ہوتا جا رہا ہے۔ اب دو تاجروں وقاص علی اور سدرا قاسم نے "مارخور" کے نام سے اپنا کاروبار آن لائن شروع کیا ہے۔ تاکہ لاہور میں تیار کردہ فنیس جوتے فروخت کئے جاسکیں۔

وقاص علی اور سدرا قاسم کو معلوم تھا کہ ان کے جوتے انتہائی اچھے ہیں۔ سدرا قاسم کا کہنا ہے کہ گذشتہ دو برسوں میں اپنے کارکنوں اور گاہکوں کے ساتھ ہونے والی بات چیت کے نتیجے میں اب وہ معیار، ڈیزائن اور ان میں مزید بہتری کے حوالے سے بہت کچھ جانتے ہیں۔

لیکن اپنے جوتے آن لائن بیچنے کے لئے انہیں سرمایے کی ضرورت تھی۔ مارکنگ کی کئی محدود کوششوں کے بعد انہوں نے کراؤڈ فنڈنگ سائٹ Kickstarter پر اپنی مہم شروع کی۔ تو لوگوں نے فراخ دلی کے ساتھ ان کی آواز پر لبیک کہا۔ سدرا قاسم نے بتایا کہ ایک دن سے بھی کم وقت میں نہ صرف سرمایے کے حوالے سے ان کا ہدف پورا ہو گیا بلکہ اب وہ اپنے کام کو سماجی سطح پر منظم کرنے کے مشن پر کام کر رہے ہیں۔

A Day in the Life of an Appellate Tribunal Judge... اپیلیٹ ٹریبونل جج کی زندگی میں ایک دن

Associate Editor Kedenard Raymond sat down with Member Judge Shahid Naseer, to reflect on his role in helping to advance trade in Pakistan.

انٹی ڈمپنگ اپیلیٹ ٹریبونل کے جج شاہد نصیر کے ساتھ "خبر و نظر" کی معاون مدیر کیڈینارڈ ریمنڈ کی پاکستان میں تجارت کے فروغ میں ٹریبونل کے کردار کے بارے میں بات چیت



Judge Shahid Naseer

جج شاہد نصیر

K: Judge Shahid, can you give us an overview of the Anti-Dumping Appellate Tribunal?

S: Liberal regional trade in South Asia is integral to the economic and social improvement of ordinary lives, but more liberal trade necessitates institutions to protect domestic industries from pricing policies like dumping. Dumping refers to charging a lower price for goods in foreign markets than the price in domestic markets. After becoming signatory to the World Trade Organization (WTO) in 1995, Pakistan legislated the Anti-Dumping Duties Ordinance 2000, both to fulfill international treaty obligations, and to protect any segment of domestic industry that could suffer due to dumped imports. The rationale behind this is to provide a level playing field to all member countries, and not to penalize or restrict market access in member countries.

This is where the Anti-Dumping Appellate Tribunal comes into play. The Anti-Dumping Appellate Tribunal, established in 2010, is a forum consisting of one Chairman and two Members, who review the appeals of anti-dumping rulings made by the federal government on certain products believed to be dumped into Pakistan markets. The chairman of the Tribunal must be a former Supreme Court judge, while the other two members must be professionals having advanced knowledge of international trade and customs law. As a Member, I provide technical

کوٹھ کا طرہ رکھتے ہوئے منصفانہ فیصلے پر پہنچنے کے لئے تیکنیکی معاونت کرتا ہوں۔

خبر و نظر: کیا آپ ٹریبونل میں دن بھر کے کام کے حوالے سے کچھ بتانا پسند کریں گے؟

شاہد نصیر: ٹریبونل میں روزانہ کی بنیاد پر مقدمات کی سماعت ہوتی ہے اور اس میں مقدمہ دائر ہونے کے نوے دن کے اندر فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔

خبر و نظر: ٹریبونل کی وجہ سے پاکستان کی تجارت میں کون سی اہم تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں؟ اور کیا ان تبدیلیوں کی وجہ سے عام پاکستانی یعنی امیر غریب جوان بوڑھے متاثر ہوئے ہیں؟

شاہد نصیر: اس ٹریبونل کے قیام سے پہلے لوگ پاکستان کی مختلف ہائی کورٹس میں مقدمات دائر کرتے تھے۔ مقدمات کی تیکنیکی نوعیت کی وجہ سے برس با برس گزر جاتے تھے اور مقدمات کا فیصلہ نہیں ہو پاتا تھا۔ اس صورت حال کا نتیجہ درآمد کنندگان، برآمد کنندگان اور مجموعی طور پر مقامی صنعتوں کے نقصان کی صورت میں نکلتا تھا۔ اب ٹریبونل فوری انصاف مہیا کر کے بین الاقوامی تجارت سے منسلک تمام فریقین کو درپیش مسائل کو حل کرنے میں مدد دیتا ہے۔ مقدمات کی سماعت کے دوران میں تمام فریقین کو اپنا موقف بیان کرنے کا بھرپور موقع دیا جاتا ہے۔ اس طرح سے پاکستان میں تجارت کے حوالے سے دلچسپی رکھنے والے تمام فریقین کے اعتماد میں اضافہ ہوتا ہے۔

خبر و نظر: آخر میں آپ پاکستان میں تجارت کے حوالے سے کچھ کہنا چاہیں گے؟

شاہد نصیر: ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے رکن ممالک کی مقامی صنعتوں کا تحفظ یقینی بنانے اور علاقائی تجارت کو مزید آسان بنانے کے لئے موجودہ نظام کو بہتر بنانے کی بہت گنجائش موجود ہے۔ ■

input during hearings to reach fair determinations that respect international procedures.

K: Can you describe a typical day working at the Tribunal?

S: The Tribunal hears cases on a day-to-day basis and adjudicates them within 90 days of their submission.

K: What significant changes to trade in Pakistan has the Tribunal made? Has it had an affect the lives of normal Pakistanis - rich, poor, young, old, etc?

S: Before the establishment of the Tribunal, parties used to file their case before the High Courts of Pakistan. Due to their technical nature, cases would remain undecided for years, which in turn would cause importers, exporters, and overall domestic industries to suffer. Now, the Tribunal provides speedy access to justice and helps to solve problems faced by all stakeholders of international trade. During the course of a hearing, the Tribunal provides all interested parties with ample opportunities to be heard. This helps promote the confidence of all stakeholders who are concerned about trade in Pakistan.

K: Any parting thoughts on trade in Pakistan?

S: A lot still needs to be done to improve the current system so that we can better liberalize regional trade while ensuring the domestic industries of [WTO] member countries are not affected. ■

خبر و نظر: جج صاحب کیا آپ انٹی ڈمپنگ اپیلیٹ ٹریبونل کے بارے میں ہمیں آگاہ کر سکتے ہیں؟

شاہد نصیر: جنوبی ایشیاء میں عام لوگوں کی اقتصادی و سماجی ترقی کے لئے آزادانہ علاقائی تجارت ناگزیر ہے لیکن زیادہ آزادانہ تجارت کی صورت میں اداروں کو متحرک ہونا پڑتا ہے تاکہ مقامی صنعتوں کو ڈمپنگ جیسی قیمتوں والی پالیسیوں سے محفوظ رکھا جا سکے۔ ڈمپنگ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ملک اپنے ہاں بننے والی اشیاء کی مقامی بازار میں مقررہ قیمت سے کم قیمت لگا کر بیرون ملک بھیجے۔ 1995ء میں ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (WTO) کا رکن بن جانے کے بعد پاکستان نے 2000ء میں انٹی ڈمپنگ ڈیوٹی آرڈیننس جاری کیا تاکہ ایک طرف بین الاقوامی معاہدے کی شرائط پوری کی جاسکیں اور دوسری جانب ڈمپ کی جانے والی درآمدات کے نتیجے میں متاثر ہونے والی مقامی صنعتوں کو تحفظ دیا جاسکے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ تمام رکن ممالک کو یکساں مواقع دستیاب ہوں اور رکن ممالک کو ایک دوسرے کی منڈیوں میں رسائی کی صورت میں نہ تو سزاؤں کا سامنا کرنا پڑے اور نہ ہی کسی پابندی کا۔

یہاں انٹی ڈمپنگ اپیلیٹ ٹریبونل کا کام شروع ہوتا ہے۔ 2010ء میں قائم ہونے والا انٹی ڈمپنگ اپیلیٹ ٹریبونل ایک جیٹری بین اور دو اراکین پر مشتمل ہے۔ یہ ٹریبونل وفاقی حکومت کی طرف سے ایسی اشیاء کے حوالے سے انٹی ڈمپنگ کے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کرتا ہے۔ جو اس کے خیال میں پاکستانی منڈیوں میں ڈمپ کی گئی ہوتی ہیں۔ اس ٹریبونل کے جیٹری میں کے لئے ضروری ہے کہ وہ پریم کورٹ کا جج رہ چکا ہو۔ جبکہ دونوں اراکین کو اپنے پیشے پر عبور کے ساتھ ساتھ عالمی تجارتی قوانین اور کمنٹری کے قواعد کا بخوبی علم ہونا چاہیے۔ ٹریبونل کے رکن کی حیثیت سے میں سماعت کے دوران میں عالمی قواعد و ضوابط



California

FAR FROM PAKISTAN?

BY JULIA FROMHOLZ

کیلی فورنیا - پاکستان سے کتنا مختلف؟

تحریر: جولیا فرام ہولز

Although California is half a world away from Pakistan, some characteristics of the Golden State would be familiar to visitors from the Land of the Pure. While the two regions differ in many ways, Pakistanis and Californians share the beauty of beaches, mountains, and agricultural regions, as well as similar challenges posed by Mother Nature.

California is famous for the beaches along its coastline, which stretches more than 1,700 kilometers from Oregon in the north to the international border with Mexico in the south. The state is also graced by numerous mountain ranges, the largest—both in length and height—of which is the Sierra Nevada, which means “snowy mountain range” in Spanish. The Sierras, as they are often known, run about 640 kilometers generally north-south along the state’s eastern border. Mount Whitney, the highest peak in the Sierra Nevada, is the highest mountain in both California and the continental United States. (The highest peak in the United States is Mt. McKinley, also known as Denali, in Alaska.) At just over 4,400 meters, however, it is only slightly more than half the height of Pakistan’s K2.

Part of the area between the Pacific Ocean and those mountains is covered by the Central Valley, which is over 700 kilometers long and is the most productive agriculture region in California. Farmers in the Central Valley grow a wide variety of crops, including some—such as cotton, rice, and oranges—that are quite familiar to Pakistan’s farmers.

Like Pakistan, California is susceptible to water shortages. Droughts are one of the primary challenges to California’s agriculture—and indeed to cities and the environment as well. California suffers periodic droughts and last winter was one of the driest on record. Many reservoirs are at no more than one-third of their capacity, and the state government has imposed water conservation measures. Many Californians will watch this winter’s snowfall in the mountains with interest, because lots of snow would mean higher reservoir levels next spring.

California also shares with Pakistan a painful history of earthquakes. Much of San Francisco was destroyed and many of its residents left homeless by a massive 1906 earthquake and the fire that followed. More recent earthquakes have not been as strong but some have caused deaths as well as destruction of houses, others buildings, and infrastructure. Schoolchildren in California prepare for more with earthquake drills in which they get under their desks to avoid falling debris, and many California residents keep earthquake kits filled with water, non-perishable food, flashlights, and other items that would be useful if their houses were to become unsafe in an earthquake.

Finally, the current government of California would strike at least one familiar note to Pakistanis: the state’s governor, Jerry Brown, is the son of another governor and served eight years as governor in the 1970s and early 1980s before being re-elected to that post in 2010. He was elected to his fourth term as governor in November 2014. Governor Brown has also served as the state’s Attorney General and as the mayor of Oakland, the sixth-largest city in the state. Jerry Brown’s father, Pat Brown, served as governor from 1959 to 1967. Pakistani voters have not yet, however, installed a movie star in their highest office. Californians have done it twice—Ronald Reagan served as governor between the two governors Brown, and Arnold Schwarzenegger served from 2003 until the current Governor Brown came back into office. ■

Julia Fromholz is a Rule of Law Advisor for U.S. Embassy Islamabad.

اگرچہ کیلی فورنیا پاکستان سے آدھی دنیا کے فاصلے پر ہے لیکن پاک سرزمین سے جانے والوں کو سنہری ریاست کی کچھ خصوصیات جانی پہچانی لگیں گی۔ گو کہ دونوں خطے کئی اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن پاکستانی اور کیلی فورنیا کے لوگ ساحلوں، پہاڑوں اور زرعی علاقوں کی مشترکہ خوبصورتیوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے انہیں کیسا قدرتی مسائل بھی درپیش ہیں۔

کیلی فورنیا شمال میں اوریگن سے لے کر جنوب میں میکسیکو کی بین الاقوامی سرحد تک پھیلی ہوئی سترہ سو کلومیٹر طویل ساحلی علاقے کے لئے مشہور ہے۔ اس ریاست میں کئی پہاڑی سلسلے بھی واقع ہیں۔ طوالت اور بلندی کے اعتبار سے سب سے بڑا پہاڑی سلسلہ سیرا نیواڈا کہلاتا ہے۔ ہسپانوی زبان میں اس کا مطلب ہے ”برفانی پہاڑی سلسلہ“۔ اسے ”سیراس“ بھی کہتے ہیں اور یہ ریاست کی مشرقی سرحد پر شمالاً جنوباً 640 کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے۔ سیرا نیواڈا کی بلند ترین چوٹی ماؤنٹ وائٹ کہلاتی ہے اور یہ کیلی فورنیا اور شمالی امریکہ کی سب سے اونچی چوٹی ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں سب سے اونچی چوٹی الاسکا میں ہے جسے ماؤنٹ میکینلے اور دینالی کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ 4400 میٹر اونچی یہ چوٹی پاکستان کے بلند ترین پہاڑ K-2 کی اونچائی کے نصف سے تھوڑی زیادہ ہے۔

ان پہاڑوں اور بحر الکاہل کے درمیان واقع علاقے سینٹرل ویلی یا وسطی وادی کہلاتا ہے۔ یہ سات سو کلومیٹر طویل علاقہ کیلی فورنیا کا سب سے زرخیز زرعی خطہ ہے۔ سینٹرل ویلی کے کاشتکار کپاس، چاول اور گندم سے سمیت بہت سی فصلیں اگاتے ہیں۔ پاکستانی کسان بھی یہی فصلیں کاشت کرتے ہیں۔

پاکستان کی طرح کیلی فورنیا کو بھی پانی کی قلت کا سامنا ہے۔ خشک سالی کیلی فورنیا کی زراعت، بلکہ شہروں اور ماحول کے لئے ایک بڑا مسئلہ ہے۔ کیلی فورنیا کو وقتاً فوقتاً خشک سالی سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور گذشتہ سردیوں کے موسم میں ریکارڈ خشک سالی دیکھنے میں آئی۔ بہت سے آبی ذخائر میں ان کی گنجائش کا ایک تہائی سے بھی کم پانی رہ گیا تھا اور ریاستی حکومت کو پانی محفوظ کرنے کیلئے پابندیاں عائد کرنا پڑیں۔ کیلی فورنیا کے باشندے اس برس سردیوں میں پہاڑوں پر ہونے والی برف باری کو دلچسپی سے دیکھیں گے کیونکہ بڑے پیمانے پر برف باری کا دوسرا مطلب آئندہ بہار میں آبی ذخائر میں وافر پانی ہوتا ہے۔

پاکستان کی طرح کیلی فورنیا میں بھی زلزلے آتے رہے ہیں۔ 1906ء کے شدید زلزلے اور اس کے بعد گئے والی آگ کی وجہ سے سان فرانسسکو کا بیشتر علاقہ تباہ ہو گیا تھا۔ اس کے بے شمار شہری بے گھر ہو گئے تھے۔ حالیہ برسوں میں آنے والے زلزلے اس قدر تباہ کن تو نہ تھے لیکن ان میں بعض کی وجہ سے اموات بھی ہوئیں اور گھروں کے علاوہ دوسری عمارتیں اور بنیادی ڈھانچہ بھی متاثر ہوا۔ کیلی فورنیا میں اسکولوں کے بچوں کو زلزلے کی صورت میں بچاؤ کی مشقیں کرائی جاتی ہیں۔ ان مشقوں میں انہیں بلے سے بچنے کے لئے اپنے ڈیک کے نیچے پناہ لینے کی تربیت دی جاتی ہے۔ کیلی فورنیا کے بہت سے شہری اپنے گھروں میں زلزلے کی کٹ رکھتے ہیں۔ جس میں پانی، خراب نہ ہونے والی خوراک، فلیش لائٹس اور دوسری ایسی ضروری اشیاء شامل ہوتی ہیں جو گھر قابل استعمال نہ رہنے کی صورت میں کام آسکتی ہیں۔

اور آخری بات یہ کہ کیلی فورنیا کی موجودہ ریاستی حکومت پاکستانیوں کے ساتھ ایک اور مطابقت بھی رکھتی ہے۔ اس کے موجودہ گورنر جیری براؤن، ایک اور گورنر کے بیٹے ہیں اور 2010ء میں گورنر منتخب ہونے سے پہلے بھی وہ اس ریاست میں 1970ء اور 1980ء کے اوائل میں آٹھ برس تک گورنر چکے ہیں۔ وہ گورنر کے عہدے پر چوتھی مرتبہ نومبر 2014ء میں منتخب ہوئے۔ گورنر براؤن ریاست کے انارنی جنرل اور ریاست کے چھٹے بڑے شہر اوکلیونڈ کے میئر بھی رہ چکے ہیں۔ جیری براؤن کے والد پیٹ براؤن اس ریاست میں 1959ء سے 1967ء تک گورنر رہے تھے۔ تاہم پاکستانی رائے دہندگان نے ابھی تک کسی فلمی اداکار کو اقتدار نہیں سونپا ہے۔ جبکہ کیلی فورنیا کے لوگ دو بار ایسا کر چکے ہیں۔ رونالڈ ریگن، براؤن باپ بیٹا گورنروں کے درمیان گورنر رہے تھے اور آرنلڈ شیوارڈ بیگ 2003ء سے اب تک موجودہ گورنر جیری براؤن کے دوبارہ منتخب ہونے تک گورنر رہ چکے ہیں۔ ■

جولیا فرام ہولز اسلام آباد کے امریکی سفارتخانہ میں قانون کی حکمرانی کی مشیر کے عہدے پر فائز ہیں۔

SNAPSHOT: CALIFORNIA'S MEGAPORT

کی بڑی بندرگا ہیں

By Leslie Tokina تحریر: لیزی توکیوا



کیلیفورنیا PORTS

Drive across the white towers of the new Bay Bridge out of San Francisco and past Treasure Island, towards Oakland. Behind lies the Embarcadero, where trams and cars filled with tourists head north toward Fisherman's Wharf and its myriad attractions - around the bend of the bay the famous Golden Gate Bridge may be just be visible above the fog. Ahead and across the bay, the tall spindly cranes of the Port of Oakland come into focus to the right, with huge ships stacked high with containers. The containers will be unloaded onto the trains and trucks that run through the port and carry the goods across America. And with the vast majority of this trade coming from countries across the Pacific, Oakland - and California's other major seaports - form an economic powerhouse for trade between the United States and Asia.

The home state of Hollywood, Disneyland and Silicon Valley is also host to eleven public seaports, including three of the top five busiest seaports in the United States. Together the Port of Oakland in northern California and the neighboring ports of Los Angeles and Long Beach (the two are located in the same harbor) in the south facilitated more than \$442.1 billion in cargo trade in 2013; the container volume processed by Los Angeles and Long Beach together would make them the ninth-busiest port in the world, and individually the two are the first and second busiest ports in North America. Together these Southern California ports account for 40% of imports to the United States.

The majority of the trade passing through all three ports is with Asia. Shipping containers bring in oil, furniture, electronics, clothing, and auto parts; they leave with scrap metal, fabric, waste paper, feed and more. At the Port of Long Beach, East Asian trade accounted for 90% of shipments; back in Oakland, trade with Asia accounts for 75% of shipments. The economic impact of this amount of trade stretches far beyond California - the Port of Los Angeles estimates that the value of its trade to the United States economy is around \$260 billion.

With this much at stake, all three megaports are making significant investments to stay competitive: the Port of Long Beach has initiated a \$4.5 billion redevelopment project that seeks to modernize the port; the Port of Los Angeles' Harbor Commission is in the midst of a five-year strategic plan to boost operations and financial strength; and the Port of Oakland has committed to a \$1.2 billion plan to increase port capacity by building new terminals and infrastructure. As the Panama Canal expansion project completes, these developments aim to keep the ports competitive with others worldwide and allow California's megaports to continue to boost growth and trade between the United States and Asia. ■

Leslie Tokiwa is a Consular Officer for U.S. Embassy Islamabad and is a native of California.

سان فرانسسکو سے باہر نکلنے ہوئے جب آپ سنے بے برج کے سفید میناروں سے گزرتے ہیں اور اوکلینڈ کی طرف جاتے ہوئے ٹریڈر کی لینڈ سے آگے بڑھتے ہیں تو اس کے پیچھے ایسا رکیڈو واقع ہے۔ جہاں سیاحوں سے بھری ٹرامیں اور کاریں شمال میں فشرمین و ہارف اور اس کی بے شمار قابل دید جگہوں کی طرف جارہی ہوتی ہیں۔ ایسے میں ممکن ہے کہ بندرگاہ کے موڑ کاٹتے ہوئے آپ دھند میں لپٹا ہوا مشہور گولڈن گیٹ برج بھی دیکھ سکیں۔ بندرگاہ سے آگے اور اس کے پار دائیں جانب اوکلینڈ کی بندرگاہ کی گھومتی ہوئی بلند کمرینیں اور کنٹینرز سے لدے ہوئے جہاز نظر آتے ہیں۔ یہ کنٹینرز ریل گاڑیوں اور ٹرکوں میں اتارے جائیں گے پھر ان میں موجود سامان بندرگاہ سے باہر امریکہ بھر میں پہنچایا جائے گا۔ چونکہ تجارتی سامان سے بھرے ہوئے کنٹینرز کی بہت بڑی تعداد بحر الکاہل سے اس پار کے ممالک سے لائی جاتی ہے اس لئے اوکلینڈ اور کیلی فورنیا کی دوسری بڑی بندرگاہیں امریکہ اور ایشیا کے درمیان ہونے والی تجارت میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔

ہالی وڈ، ڈزنی لینڈ اور سیلیکون ویلی کا گھر کہلانے والی اس ریاست میں گیارہ سرکاری بندرگاہیں بھی ہیں جن میں سے تین ایسی بندرگاہیں ہیں جو امریکہ کی پانچ مصروف ترین بندرگاہوں میں شمار ہوتی ہیں۔ شمالی کیلی فورنیا کی بندرگاہ اوکلینڈ اور جنوب میں قریب ہی ساتھ ساتھ واقع لاس اینجلس اور لانگ بیچ کی بندرگاہوں کے ذریعے 2013ء میں 442.1 ارب ڈالر کی تجارت ہوئی تھی۔ لاس اینجلس اور لانگ بیچ پر آنے والے کنٹینرز کی تعداد کے اعتبار سے یہ مشترکہ طور پر دنیا بھر میں نویں مصروف ترین بندرگاہ شمار ہوتی ہیں۔ انفرادی طور پر یہ دونوں شمالی امریکہ کی پہلے اور دوسرے نمبر پر آنے والی مصروف ترین بندرگاہیں ہیں۔ جنوبی کیلی فورنیا کی ان دو بندرگاہوں کے ذریعے امریکہ بھر کی چالیس فیصد درآمدات ہوتی ہیں۔

ان تینوں بندرگاہوں سے ہونے والی زیادہ تر تجارت ایشیا سے ہوتی ہے۔ بحری جہازوں پر لدے کنٹینرز کے ذریعے تیل، فرنیچر، ملبوسات، الیکٹرانکس کا سامان اور گاڑیوں کے پرزے امریکہ آتے ہیں اور پھر ان کنٹینرز پر لوہے کا ناکارہ سامان، تیار کپڑا، روڈی کاغذ، خوراک اور دیگر اشیاء دوسرے ممالک کو بھیجی جاتی ہیں۔ لانگ بیچ کی بندرگاہ پر آنے والے جہازوں کی نوے فیصد تعداد شرقی ایشیا سے ہونے والی تجارت سے متعلق ہوتی ہے۔ اوکلینڈ کے ذریعے ہونے والی سامان کی نقل و حمل میں ایشیا کا حصہ کچھ فیصد بنتا ہے۔ تجارت کے اس حجم کے معاشی اثرات کیلی فورنیا سے کہیں آگے تک پہنچتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق لاس اینجلس کی بندرگاہ کے ذریعے ہونے والی تجارت امریکہ کی معیشت میں 260 ارب ڈالر کی ماییت رکھتی ہے۔

اسی اہمیت کے پیش نظر یہ تینوں بڑی بندرگاہیں مسابقت برقرار رکھنے کے لئے بھاری سرمایہ کاری کر رہی ہیں۔ لانگ بیچ کی بندرگاہ نے 14.5 ارب ڈالر کا ایک ترقیاتی منصوبہ شروع کیا ہے جس کا مقصد بندرگاہ کو جدید بنانا ہے۔ پورٹ آف لاس اینجلس ہاربر کمیشن اپنی آپریشنل استعداد اور مالی استحکام کے لئے ایک بیچ سالہ منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ جبکہ پورٹ آف اوکلینڈ نے ٹرمینلز اور دوسری سہولیات کی تعمیر پر 1.2 ارب ڈالر خرچ کر رہی ہے۔ نہر پاناما کی توسیع کا منصوبہ مکمل ہونے سے پہلے ان ترقیاتی منصوبوں کا مقصد یہ ہے کہ یہ بندرگاہیں سہولیات کے اعتبار سے دنیا کی دوسری بندرگاہوں کا مقابلہ کر سکیں اور کیلی فورنیا کی یہ بڑی بندرگاہیں امریکہ اور ایشیا کے درمیان تجارت کے فروغ میں اپنا کلیدی کردار ادا کرتی رہیں۔ ■

لیزی ٹوکیوا کیلی فورنیا کی رہائشی اور اسلام آباد میں امریکی سفارتخانے میں قونصلر آفیسر ہیں۔

CRICKET IN THE USA

BY BRIAN MURGATROYD



Pakistan-born Muhammad Yousaf bowls in a club match at the Poinciana, Florida, YMCA cricket field. Adeela Siddiqui/Powerplay Photography

پاکستانی نژاد محمد یوسف والی ایم سی اے کرکٹ گراؤنڈ، پونسیانا فلوریڈا میں ایک کلب میچ کے دوران باؤلنگ کر رہے ہیں۔

If you had to guess which country hosted the first-ever international cricket match, the United States of America might not be your first answer. But it is widely recognized to have done just that in September 1844, when teams from the United States and Canada played each other at Bloomingdale Park in Manhattan. Canada won the two-day match by 23 runs. The contest is regarded as the first international cricket match and the world's oldest international sporting contest.

Since the mid-19th century, cricket has slipped from being a mainstream sport in the United States. Baseball overtook cricket as the country's summer sport of choice, thanks to baseball's simplicity — cricket requires a specially prepared pitch, among other things — and the fact that America could claim it as its own. It didn't help that the Imperial Cricket Conference, when it formed in 1909, denied membership to the United States since it was not part of the British Empire.

But cricket has a special place in U.S. history. The game was so well known in the early days of the American republic that the second U.S. president, John Adams, registered his disapproval of so ordinary a title as "president" for the head of state by noting that there are "presidents of fire companies and cricket clubs."

اگر آپ سے پوچھا جائے کہ دنیا میں سب سے پہلی بار بین الاقوامی کرکٹ میچ کی میزبانی کس ملک نے کی تھی، تو شاید آپ کا پہلا جواب امریکہ نہیں ہوگا۔ لیکن ستمبر 1844ء میں امریکہ اور کینیڈا کی کرکٹ ٹیمیں مین ہٹن کے بلومنگ ڈیل پارک میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئیں۔ یہ دو روزہ میچ کینیڈا کی ٹیم نے 23 رنز سے جیت لیا تھا۔ اسی میچ کو دنیا کا پہلا عالمی کرکٹ میچ اور دنیا میں کھیلوں کا سب سے قدیم عالمی مقابلہ سمجھا جاتا ہے۔

انیسویں صدی کے وسط کے بعد سے امریکہ میں کرکٹ کی ایک مقبول کھیل کی حیثیت برقرار نہ رہ سکی۔ آسان ہونے کی وجہ سے بیس بال گرمیوں کے موسم میں ملک بھر کا مقبول ترین کھیل بن گیا۔ جبکہ کرکٹ کھیلنے کے لئے دیگر لوازمات کے علاوہ خصوصی طور پر تیار کردہ میچ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ اپنی میچ پر کھیلے گا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ 1909ء میں بننے والی امپیریل کرکٹ کانفرنس نے برطانوی سلطنت کا حصہ نہ ہونے کے باعث امریکہ کو رکنیت دینے سے انکار کر دیا تھا۔

لیکن کرکٹ کو امریکہ کی تاریخ میں بہر حال ایک خصوصی مقام حاصل رہا۔ جمہوری امریکہ کے ابتدائی دنوں میں یہ کھیل اس قدر مقبول تھا کہ دوسرے امریکی صدر جان ایڈمز نے مملکت کے سربراہ کے طور پر اپنے عہدے کے لئے "صدر" کا لفظ پسند نہیں کیا اور کہا کہ فائر کمپنیوں اور کرکٹ کلبوں کے بھی صدر ہوتے ہیں۔

امریکہ میں کرکٹ

تحریر: برائن مرگیٹر انڈ

“ I come from the city of Peshawar in the north of Pakistan and so cricket is in my blood. ”

اُس کا کہنا ہے کہ میں پاکستان کے شمال میں واقع شہر پشاور میں پیدا ہوا۔ اس لئے کرکٹ میرے خون میں شامل ہے۔

Today cricket is regaining a U.S. following. There are currently 49 leagues across the United States with 1,100 registered clubs and around 35,000 active participants, all under the country's governing body for the sport, the United States of America Cricket Association (USACA).

Muhammad Yousaf's story is typical of many who play and follow cricket in the United States. Born and brought up in a cricket-playing country, he moved to Florida to study at the University of South Florida in 1997. He earned an MBA and has been in the United States ever since.

“I come from the city of Peshawar in the north of Pakistan and so cricket is in my blood,” he explains. He started playing cricket in the United States in Orlando in 2002 after completing his studies. “I also started working for cricket equipment and clothing firm Boom Boom and that brought me into contact with league presidents.”

Yousaf, now 38, is Boom Boom's main U.S. distributor. He is also youth coordinator for grass-roots cricket across five states in the southeast region, covering North Carolina to Puerto Rico. Four of those states have active leagues and there are plans to constitute one in the state that does not, South Carolina.

“I am an opening bowler and I grew up idolizing Imran Khan,” he said. Khan is the former Pakistan captain who led the country to victory in the 1992 Cricket World Cup.

“The biggest challenge is to introduce the sport to young white Americans who have been brought up on baseball and American football at an early age, so that cricket does not depend on the immigrant population to prosper.”

“I am very optimistic because the numbers [of players and clubs] are growing all the time.” He adds, “More than half are under 15.”

ان دنوں کرکٹ ایک بار پھر امریکہ میں اپنی جگہ بنا رہی ہے۔ اس وقت ملک میں انچاس لگیں ہیں جن سے گیارہ سو کلک منسلک ہیں۔ ملک بھر میں بیٹیس ہزار کھلاڑی کرکٹ کھیلتے ہیں۔ اس کیل کے انتظامات کی دیکھ بھال یونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ کرکٹ ایسوسی ایشن کے سپرد ہے۔

محمد یوسف کی کہانی امریکہ میں کرکٹ کھیلنے اور دیکھنے کا شوق رکھنے والے دیگر کھلاڑیوں سے مختلف نہیں ہے۔ کرکٹ کھیلنے والے ملک میں پیدا ہونے اور پرورش پانے والے محمد یوسف نے 1997ء میں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے امریکہ کا رخ کیا اور یونیورسٹی آف ساؤتھ فلوریڈا میں داخلہ لیا۔ اُس نے ایم بی اے کی ڈگری حاصل کی اور اُس وقت سے امریکہ میں مقیم ہے۔

اُس کا کہنا ہے کہ میں پاکستان کے شمال میں واقع شہر پشاور میں پیدا ہوا۔ اس لئے کرکٹ میرے خون میں شامل ہے۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اُنہوں نے 2002ء میں اورلینڈو میں کرکٹ کھیلنا شروع کیا۔ اس نے بتایا کہ اُنہوں نے کرکٹ کا سامان اور کپڑے فروخت کرنے والی کمپنی بوم بوم میں بھی کام کرنا شروع کیا۔ جس کی وجہ سے لیگوں کے صدور سے ان کے روابط بڑھے۔

اڑتیس سالہ یوسف اس وقت امریکہ میں بوم بوم کے سب سے بڑا تقسیم کنندہ ہیں۔ وہ نارتھ کیرولینا سے لے کر پورٹو ریکو تک کے جنوب مشرقی خطے میں واقع پانچ ریاستوں میں کرکٹ کو چلی سٹیج پر متعارف کرانے کے لئے پوتھ کوارڈینیٹر کی ذمہ داریاں بھی نبھاتے ہیں۔ ان میں سے چار ریاستوں میں فعال لگیں قائم ہیں جبکہ پانچویں ریاست ساؤتھ کیرولینا میں بہت جلد ایک کرکٹ لیگ قائم کرنے کا منصوبہ ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ میں اوپننگ باؤلر ہوں اور عمران خان کی پرستش کرتے ہوئے بڑا ہوا ہوں۔ عمران خان پاکستان کرکٹ ٹیم کے کپتان رہ چکے ہیں۔ اور وہ 1992ء میں کرکٹ کا عالمی کپ جیتنے والی ٹیم کی قیادت کر رہے تھے۔

نوعمر سفید قوم امریکی بچوں میں، جو بہت چھوٹی عمر سے بیس بال اور فٹ بال دیکھنے اور پسند کرنے لگتے ہیں، سب سے بڑا چیلنج کرکٹ کو متعارف کرانا ہے۔ تاکہ کرکٹ کی مقبولیت کا انحصار ترک وطن کرنے والوں پر نہ رہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ اس حوالے سے میں بہت پُر امید ہوں کیونکہ کرکٹ کلبوں اور کھلاڑیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ان میں بھی آدھی سے زیادہ تعداد پندرہ برس سے کم عمر کے بچوں کی ہے۔ ■



Read more about Cricket in the U.S. at:

<http://updigital.usembassy.gov/st/english/pamphlet/2013/04/20130416145874.html#ixzz3LYz7iu7I>

امریکہ میں کرکٹ کے بارے میں مزید پڑھنے کے لئے اس ویب سائٹ پر جائیں:

PAKISTAN'S TECH START

IN NEED OF HOME-GROWN

پاکستان کو ٹیکنالوجی کے شعبے میں کاروباری ماحول کے آغاز کیلئے اندرون ملک سرمایہ کاری کی ضرورت ہے

By Shai Bista

تحریر: شائی بیٹا



With the right mix of a supportive start-up environment and pro-investment regulations, Pakistan's pool of talented technology professionals has the potential to launch the next generation of high-grossing tech companies. They could create thousands of skilled jobs and alter the way the world interacts with technology. Renowned technology hubs like Silicon Valley, California have created strong "entrepreneurial ecosystems" with a potent formula of pro-innovation and pro-investment measures to foster talent – strong school and university programs, start-up competitions, early incubation and collaborative work spaces, and a multitude of venture capital and angel investment groups that seek to invest in and guide the business strategy of the next big start-up.

آغاز کے لئے موافق ماحول اور سرمایہ کاری کے لئے حوصلہ افزاء قوانین کی بدولت پاکستان کے لائق اور ٹیکنالوجی کے ماہر ترین پروفیشنلز مستقبل کی انتہائی منافع بخش ٹیکنیکی کمپنیوں کو شروع کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ تربیت یافتہ افراد کے لئے ہزاروں ملازمتیں پیدا کر سکتے ہیں اور ٹیکنالوجی سے کام لینے کے دنیا کے طور طریقے بدل سکتے ہیں۔ کیلی فورنیا کی سلیکون ولی جیسی ٹیکنالوجی کے شعبے میں معروف مراکز نے ایجادات اور سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے موثر فارمولے سے مدد لیتے ہوئے، قابلیت کے معیار کو بہتر بنانے کی غرض سے اسکولوں اور یونیورسٹیوں کی سطح پر موزوں ترین نصاب متعارف کرا کے، مشترکہ تجرباتی ماحول مہیا کر کے، مقابلے کی فضا پیدا کرتے ہوئے مستقبل کے منصوبوں کے لئے خطیر سرمایہ کاری اور مختلف سرمایہ کار گروپوں کو سرمایہ مہیا کرنے پر آمادہ ہونے اور کاروباری حکمت عملی وضع کرنے

ART-UP ECOSYSTEM

DOWN VENTURE CAPITAL

The tech start-up community in Pakistan has grown exponentially since 2009, thanks to successful Pakistani entrepreneurs, many of whom have studied or worked abroad. Local chapters of global forums such as Start-Up Cup, Start-Up Weekend, and TEDx, as well as entrepreneurship and trade networks like The Indus Entrepreneurs (TiE) and Pakistan Association of Software Houses (P@SHA), are now thriving in Pakistan. Technology incubation centers have popped up at major universities, including Lahore University of Management Sciences (LUMS) and National University of Science and Technology (NUST). At the provincial level, the Punjab Information Technology Board launched Plan9, the country's largest technology incubator, and developed a five-year plan to boost the IT industry. The U.S. Embassy and the U.S. Agency for International Development have been proud supporters of many of these dynamic initiatives over the years.

But there is still much work to do. One of the weakest links is the lack of venture capital – the key to greasing the wheels of entrepreneurship. Venture capital firms and angel investors provide up-and-coming tech CEOs the financial freedom and mentorship to transition out of incubation and begin growing their companies. However, these investors still find Pakistan's early-stage investment environment too opaque and risky to enter, according to my conversation with Kalsoom Lakhani, the CEO of Invest2Innovate (i2i), a Pakistani venture capital and incubation firm that recently published the 2014 Pakistan Entrepreneurial Ecosystem Report.

“Venture capital firms have tried and failed to take root in Pakistan,” says Lakhani. Without adequate market data, firms spend too much time and money conducting pre-investment analysis and projections, a cost that usually outweighs the potential profit margins of betting on a first-time entrepreneur. In Pakistan's developing ecosystem, angel investments in technology tend to be driven by successful tech entrepreneurs who discover new entrepreneurs through their personal networks. The good news is that companies such as i2i are working to formalize the angel investment process by introducing interested angel investors to third-party tech stars in the making.

Lakhani is optimistic about the future growth of Pakistan's entrepreneurship ecosystem and believes that the international venture capital firms currently funding tech start-ups in Pakistan may soon be replaced by local venture capital and angel investments. She said, “the government has a key role to play in creating a regulatory environment that attracts and retains investors writ-large.” The global tech community should keep its eye on Pakistan's tech entrepreneurship ecosystem, as the space continues to evolve to better support its many talented innovators! ■

Shai Bista is an Economic Officer for U.S. Embassy Islamabad. Her portfolio includes Environment, Science, Technology, Health and Education.

کے انتہائی کامیاب مواقع فراہم کئے ہیں۔

پاکستان کے کامیاب کاروباری لوگوں کی بدولت جن میں سے بہت سوں نے بیرون ملک تعلیم حاصل کی ہے یا کام کیا ہے، پاکستان میں ٹیکنالوجی کے شعبے میں نئے منصوبوں پر کام کرنے والا طبقہ 2009ء سے غیر معمولی تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ اشارت اپ، اشارت اپ کپ، ویک اینڈ اور ٹیڈکس جیسے عالمی فورمز کی مقامی شاخیں اور دی انڈس انٹرپرائز اور پاکستان ایسوسی ایشن آف سافٹ ویئر ہاؤسز (P@sha) جیسے کاروباری و تجارتی نیٹ ورکس رفقوں کی نئی منزلیں سر کر رہے ہیں۔ بڑی یونیورسٹیوں مثلاً لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز (لمز) اور نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (نسٹ) میں ٹیکنالوجی کے تجرباتی مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ صوبائی سطح پر پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ نے ٹیکنالوجی کے شعبے میں ملک کی سب سے بڑی تجربہ گاہ Plan9 کے نام سے قائم کر دی ہے اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کی ترقی کے لئے ایک پانچ سالہ منصوبہ بھی تیار کر لیا ہے۔ پچھلے کئی برس سے امریکی سفارتخانہ اور یو ایس ایڈکوان میں سے کئی کثیرالگہتی منصوبوں میں بھرپور مدد فراہم کرنے پر فخر ہے۔

لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ کاروبار کے بیہوش کو چلانے میں بنیادی مددگار عنصر یعنی سرمایے کی فراہمی کا پہلو بہت کمزور رہا ہے۔ ٹیکنالوجی کے اداروں کے موجودہ اور نئے متوقع سربراہوں کو تجرباتی مرحلے سے نکل کر اپنے منصوبوں کو عملی صورت پہنچانے کی آزادی اور اپنی کمپنیوں کو ترقی دینے کے لئے سرمایہ کار کمپنیوں اور مخصوص مقاصد کے لئے سرمایہ فراہم کرنے والوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ 2014ء پاکستان انٹرپرائزوریل ایکوسیستم رپورٹ شائع کرنے والی پاکستان کی ایک سرمایہ کار اور تجرباتی فرم Invest2Innovate (i2i) چیف ایگزیکٹو آفیسر کلثوم لاکھانی نے راقم کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ پاکستان میں سرمایہ کاری کا ابتدائی ماحول ابھی پُرخطر اور غیر واضح ہے۔ لاکھانی کا کہنا ہے کہ نئے کاروبار کے لئے سرمایہ فراہم کرنے والی کمپنیاں پاکستان میں اپنے قدم جمانے کی کوششیں کر کے ناکام ہو چکی ہیں۔ مارکیٹ کے قابل اعتماد اعداد و شمار دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے کمپنیوں کو سرمایہ کاری سے پہلے صورت حال کا تجزیہ اور مستقبل کا خاکہ تیار کرانے پر بہت زیادہ رقم اور وقت خرچ کرنا پڑتا ہے، جو بسا اوقات پہلی بار کام شروع کرنے والے کبھی بھی کاروبار کے لئے اپنے کاروباری کامیابی کی صورت میں حاصل ہونے والے منافع سے کہیں کم ہوتی ہے۔ پاکستان کے ترقی پذیر کاروباری ماحول میں ٹیکنالوجی کے شعبے میں مخصوص سرمایہ کاری ٹیکنالوجی کے اُن کامیاب کاروباری افراد کی مرہون منت ہے، جو اپنے ذاتی تعلقات کی بدولت نئے تاجروں کو تلاش کر پاتے ہیں۔ ابھی خنجر یہ ہے۔ کہ i2i جیسی کمپنیاں ٹیکنالوجی کے شعبے میں کامیابی سے تنہا کام کرنے والوں کو اس شعبے میں سرمایہ کاری کے خواہشمند افراد سے متعارف کرانے کی حکمت عملی پر کام کر رہی ہیں۔

کلثوم لاکھانی مستقبل میں پاکستان میں نئے کاروبار شروع کرنے کے ماحول کی تشکیل کے حوالے سے بہت پُر امید ہیں اور انہیں یقین ہے کہ بہت جلد مقامی تجارتی سرمایہ کار کمپنیاں پاکستان میں ٹیکنالوجی کے شعبے میں سرمایہ کاری کرنے والی غیر ملکی کاروباری سرمایہ کاری کمپنیوں کی جگہ لے لیں گی۔ اُن کا کہنا ہے کہ سرمایہ کاری کے لئے موزوں ماحول مہیا کرنے اور سرمایہ کاروں کی دلچسپی کو برقرار رکھنے میں حکومت کا کردار بہت اہم ہے۔ ٹیکنالوجی کی عالمی برادری کو پاکستان میں ٹیکنالوجی کے شعبے میں نئے کاروبار کے مواقع کو نگاہ میں رکھنا چاہئے کیونکہ قابل اور لائق سرمایہ کاروں کے لئے مددگار ماحول بننا جا رہا ہے اور مواقع بڑھتے جا رہے ہیں۔ ■

شائی بسٹا اسلام آباد کے امریکی سفارتخانہ میں ایکنٹاک آفیسر ہیں اور اُن کی ذمہ داریوں میں ماحول، سائنس، ٹیکنالوجی، صحت اور تعلیم کے شعبے شامل ہیں۔



Photo: Judith Ravin

◀ There is no moving through one without entering into another. Detail of the 124-year-old Sujan Singh Haveli, where National College of Arts-Rawalpindi, Fatima Jinnah Women University, and Boston Architectural College are working in partnership to preserve the building and create a field school for the study of historic preservation.

ایک میں داخل ہونے بغیر دوسرے سے نہیں گزرا جا سکتا۔
124 برس قدیم سو جان سنگھ حویلی کا اندرونی منظر، جسے پینٹل کالج آف آرٹس راولپنڈی، فاطمہ جناح خواتین یونیورسٹی اور بوسٹن آرکیٹیکچرل کالج محفوظ بنانے کے لئے مل کر کام کر رہے ہیں۔ اور تاریخی ورثہ کی حفاظت کے لئے ایک سکول قائم کیا جا رہا ہے۔

LITERARY SNAPSHOT:

ENTIRE OCEAN IN A DROP

قطرے میں قلمزم

By Judith Ravin تحریر: جوڈتھ راولین

Sufism is a connection through love and devotion to truth, inner enlightenment and God. Its able-tongued practitioners share their journey in verse and song, willing to accommodate even those for whom ultimate attainment may be out of reach. The music of Sufism has wide appeal, crisscrossing lines of class, generation and political alliance.

صوفی ازم محبت اور سچ کے ساتھ لگن، قلبی بالیدگی اور خدا کے ساتھ رابطے کا ایک ذریعہ ہے۔ دلوں کو چھو لینے والی زبان رکھنے والے یہ لوگ شاعری اور موسیقی کے ذریعے اپنی واردات قلبی بیان کرتے اور سب کو اپنے ساتھ لے کر چلنے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں بھی جو جذب و مستی کی ان راہوں سے کہیں دور ہوتے ہیں۔ صوفی ازم کی موسیقی، بلا تفریق رنگ و نسل، سیاسی وابستگی اور مالی حیثیت، سب کو اچھی لگتی ہے۔

Shirking fame, the superstars of the genre claim spiritual lineage dating back five to seven centuries. Families whose musical history carries forth the obligations of tradition embrace with unvoiced pride the predetermined nature of their path. They – the heralds of destiny – are also the messengers of continuity with generations past. Over the years, extraordinary talent has emerged from the family folds, turning key figures into world legends.

I have cried during performances whose lyrical import I did not grasp and felt rapture by poetry set to music in a language I did not understand. By my own account alone, the mysticism in these haunting melodies is transferrable to audiences not actively seeking out the divine.

Sufi music can render a disparate crowd to conduct itself as equals among equals. "You are not a drop in the ocean. You are the entire ocean in a drop," said thirteenth-century Persian poet and Sufi mystic Jalaluddin Muhammad Rumi.

Musicians of Qawwali, or devotional ensembles, begin at a tender age. Their quest to master complex patterns of South Asian rhythmic structure is well served while they are still young. Their days pass in hours upon hours of observation and practice. Through recitation of the verses of the prophet, their dedication to this chosen art form becomes sacred. This early childhood marriage pairs inheritance and willpower.

"The boys begin playing music before they are born," explains the manager of a renowned ten-person Qawwali group matter-of-factly.

During one Qawwali performance, an older woman made herself available to me among pillows and carpets

خاتون میرے قریب آئی۔ بہار کے رنگوں جیسا دوپٹہ اوڑھے اس خاتون نے میری توجہ اپنی طرف مبذول کرائی۔ پھر کمرے میں پھیلے ہوئے گہرے استغراق کو مضطرب نہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے میرے کان میں سرگوشی کے انداز میں میری خود ساختہ اتالیق نے بتایا کہ یہ تو قوالی خدا کے ساتھ محبت کے بارے میں ہے۔

جب قوالی کے دوران میں لے اور آہنگ میں تبدیلی آئی تو پھر اُس نے بتانے کی ضرورت محسوس کی کہ ایسا کیونکر ہوا۔ وہ میرے کان کے اور زیادہ قریب آگئی۔ اور پہلے سے زیادہ محتاط انداز میں کہا کہ یہ اور طرح کی یعنی عشق مجازی کی بات ہو رہی ہے۔ شاید وہ سمجھتی تھی کہ مجھے دونوں کا فرق معلوم نہیں۔

دو محبت بھرے دلوں کے بیچ ہونے والے اس مکالمے میں قوال ایسی ذوقی التجائیں دھڑا رہا تھا۔ جو سچے پیار کی عکاسی کر رہی تھیں اور جنہیں کوئی بھی عورت بخوبی سمجھ سکتی تھی۔

اپنی ذات کی نفی کرنے والے صوفیانہ طرز زندگی پر عمل پیرا لوگوں کے نزدیک شوق اور خواہش اور روحانیت اور دنیا داری کے درمیان تقسیم کا سوال ختم ہو جاتا ہے۔ ایک نہ ختم ہونے والی سکون آمیز کیفیت سے مالا مال صوفیانہ موسیقی گہری باندھنے کی طرح سے ہے۔ آپ روزانہ گہری باندھیں گے لیکن ہر بار ایک مختلف انداز میں۔ کیونکہ آپ ایک طرح سے دوبار گہری کبھی بھی نہیں باندھ سکتے۔

جہاں سارے مذاہب تمام ہو جاتے ہیں وہاں سے صوفی کا سفر شروع ہوتا ہے۔ ■

جوڈتھ راولین امریکی سفارتخانہ میں کلچرل آفیسر زاتاتی ہیں۔

and an audience sitting cross-legged in rapt attention. Her eyes, framed in a headscarf of flowers the color of spring, caught mine as she took me under her tutelage.

"This song is all about God's love," the self-appointed mentor whispered in my ear, trying not to interfere with the quiet fixation that had descended upon the room but committed to making my experience with Qawwali a more informed one.

When a noticeable change in the tempo and rhythm of verses followed suit, my mentor felt obliged to explain the sudden change in the musical direction. The woman moved very close to my ear.

"This is love of a different category – worldly love," she told me, even more discreetly than before, unsure that I was capable of distinguishing between the two.

In the dialogue of two beloveds, the singer's references incorporated innuendo and invocation to suggest a more tangible sort of love for which women of a certain age need not hide their appreciation.

For the self-effacing and noble-minded followers of the Sufi order, dichotomies cease to exist between yearning and longing as well as the spiritual and secular worlds. Coupled in endless harmony, Sufi music is like tying a turban. One never ties a turban the same way twice. Yet day in, day out, the wrapping continues.

Sufi begins where all religions end. ■

Judith Ravin is the Cultural Affairs Officer at the U.S. Embassy in Islamabad.

کسر نفسی سے کام لیتے ہوئے اس صنف کے معروف فنکار اپنا روحانی تعلق پانچ سے سات صدیاں قدیم سلسلے سے جوڑتے ہیں۔ تاریخی روایات سے جڑی ہوئی موسیقی سے وابستہ یہ فنکار اپنے فن پر بہت فخر کرتے ہیں۔ اپنے مقدر پر شاکر یہ لوگ نسل در نسل چلنے والی روایات کے امین ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان گھرانوں میں دنیا کے موسیقی پر راج کرنے والے فن کار بھی جنم لیتے رہے ہیں۔

موسیقی کی ان محافل کے دوران میں گائی جانے والی شاعری نہ سمجھتے ہوئے اور موسیقی کے ردھم کو نہ جانتے ہوئے بھی مجھے کئی بار رونو آیا اور مجھ پر سرمستی کی کیفیت طاری ہوئی۔ میری بات کو تو ایک طرف رکھے، اس عارفانہ کلام کی درد بھری موسیقی ان لوگوں کو بھی متاثر کرتی ہے جو اس راہ کے مسافر ہی نہیں ہوتے۔

صوفیانہ موسیقی کسی بھی مختلف النوع ہجوم کو پرسکون کر سکتی ہے۔ تیرہویں صدی کے معروف صوفی شاعر جلال الدین محمد رومی کہتے ہیں کہ آپ سمندر کا ایک قطرہ نہیں بلکہ قطرے میں قلمزم ہیں۔

قوال بہت چھوٹی عمر سے یہ فن سیکھنا شروع کرتے ہیں۔ برصغیر کی موسیقی کے گنگلک تانے بانے کو جاننے کی یہ کوشش کم عمری میں ہی رنگ لے آتی ہے۔ اُن کا وقت روزانہ گھنٹوں سننے اور ریاض کرنے میں صرف ہوتا ہے۔ نعتیہ کلام سننے اور سنانے کا یہ جذبہ بذات خود بہت مقدس ہے۔ بچپن سے ہی اس شوق کی لگن ورثے میں ملنے والے اس فن کو اور زیادہ جلا بخشتی ہے۔

ایک معروف دس رکنی قوال پارٹی کے فیجر کا کہنا ہے کہ یہ لڑکے اپنی پیدائش سے پہلے گنگلکانا شروع کر دیتے ہیں۔

ایک محفل سماع کے دوران میں جب سامعین قالیوں پر گاؤ تکیوں پر ٹیک لگائے، دم سادھے، آلتی پالتی مارے، قوالی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ تو ایک معمر

WHY DO BUSINESS WITH

U.S. Consulate General Karachi Information Officer Brian Asmus interviewed Majyd Aziz, former President of the Karachi Chamber of Commerce and Industry, about where U.S. companies might find trade opportunities in Pakistan.

امریکن قونصلیٹ جنرل کراچی کے انفارمیشن آفیسر برائن آسمس نے کراچی ایوان صنعت و تجارت کے سابق صدر ماجد عزیز سے انٹرویو کیا اور جاننا چاہا کہ امریکی کمپنیوں کے لئے پاکستان میں تجارتی مواقع کہاں کہاں پائے جاتے ہیں۔

“While U.S. companies have been committed to Pakistan for over six decades, the opportunity presented by the country is finally maturing,” said Miles Young, Chairman, U.S. Pakistan Business Council, U.S. Chamber of Commerce. “Pakistan is a young, growing nation with an increasingly large and sophisticated domestic consumer market. So, why Pakistan? Because the time to start is now!”

This statement from such a prestigious organization should warm the hearts of Pakistan’s policy-makers as well as those involved in trade and industry, said Majyd Aziz, former President of the Karachi Chamber of Commerce and Industry. “It demonstrates pragmatism and reflects a sense of urgency.”

Mr. Aziz identifies the following four areas as well-suited for American investors: inland transportation, livestock and dairy farming, agriculture and mining.

Pakistan, said Mr. Aziz, has developed and continues to build an excellent road network. He cited the planned Pakistan China Economic

انتہائی جدید ہے اور تیزی سے فروغ پا رہی ہے۔ پاک۔ یو ایس بزنس کونسل، یو ایس چیمبر آف کامرس کے چیئرمین مائیلز یونگ نے پاکستان کے ساتھ تجارت کے سوال پر کہتے ہیں کہ اس کا صحیح وقت تو اب آیا ہے۔ کراچی ایوان صنعت و تجارت کے سابق صدر ماجد عزیز کا کہنا ہے کہ ایک باوقار ادارے کی طرف سے اس طرح کا بیان پاکستان کے پالیسی سازوں اور صنعت و تجارت سے وابستہ لوگوں کے لئے بہت ہی اطمینان بخش ہونا چاہیے۔ یہ نتیجہ خیز اور صورتحال کی فوری نوعیت کو ظاہر کرتا ہے۔

مجاہد عزیز کے مطابق امریکی سرمایہ کاروں کے لئے اندرون ملک نقل و حمل، مال مویشی پالنا اور ڈیری فارمنگ، زراعت اور کان کنی کے چار شعبوں میں سرمایہ کاری انتہائی مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ پاکستان نے اچھی سڑکوں کا جال بچھا دیا ہے اور اس کو مسلسل بہتر کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے خاص طور پر پاک۔ چین اکنامک کارڈور کا ذکر کیا، جس کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ جبکہ مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان میں کم و بیش ایک لاکھ ٹرکوں کی کمی ہے۔

ٹرکوں کی ضرورت اس لئے بھی زیادہ محسوس کی جا رہی ہے کہ پاکستان ریلوے بہت بری حالت میں ہے اور اندرون ملک پانی کی کسی گزرگاہ کو استعمال نہیں کیا جاتا۔ کراچی، پورٹ قاسم اور کسی حد تک گوادر کی



Corridor in particular. The problem? “Pakistan has an estimated shortage of about 100,000 trucks,” he explained.

Demand for trucking, he added, is strong because

اگرچہ امریکی کمپنیاں گزشتہ چھ عشروں سے پاکستان کے ساتھ تجارت کر رہی ہیں لیکن اب اس ملک میں ملنے والے مواقع اس قابل ہو چکے ہیں کہ ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا جاسکے۔ کیونکہ اب پاکستان ایک جوان، ترقی پذیر قوم کا ملک ہے۔ جس کی مقامی منڈی

PAKISTAN?

پاکستان کے ساتھ تجارت کیوں کی جائے؟

Pakistan Railways is “in shambles” and there is no inland waterway. Goods arriving at the Karachi Port, Port Qasim and, to some extent, Gwadar Port are handicapped by the lack of fast track movement — whether for domestic destinations or Afghanistan. “The higher freight outlays have a major impact on cost,” said Mr. Aziz.

Mr. Aziz suggested that U.S. trucking companies — he mentioned Ryder, Schneider or Landstar — set up trucking companies. “Working with the U.S. Export Import Bank or Overseas Private Investment Corp. (OPIC), U.S. companies could transfer used vehicles to Pakistan,” said Mr. Aziz.

Utilization of tracking systems, proven efficiency and employment of skilled drivers would heighten competitiveness, he said. Furthermore, strategically situated self-owned service stations along routes would ensure transparency, control expenditure and save time.

Livestock and dairy farming also present opportunities. Wisconsin’s Whitewater Dairy Supply Co., said Mr. Aziz, “took the bold step” to invest in a modern livestock farm in Punjab. “The American dairy industry,” he said, “has a remarkable track record and this is crucial for Pakistan where milk supply is far less than demand.”

Corporate farming, added Mr. Aziz, “is sorely needed.” Farm

طریقے، غیر تربیت یافتہ افرادی قوت، کم پیداوار اور ٹیکنالوجی کا فقدان بڑی رکاوٹیں ہیں۔ دور دراز علاقوں اور گاڑیوں کی قلت کے باعث نقل و حمل کے اخراجات بہت بڑھ جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں یہ شعبہ اپنی پوری صلاحیت کے مطابق کارکردگی نہیں دکھا پارہا۔

آخر میں ماجد عزیز نے خدمات، انفارمیشن ٹیکنالوجی اور تیل اور گیس کی تلاش جیسے شعبوں میں ترقی کے بے پناہ مواقع کا ذکر کیا۔ جن میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ بہت سے سرمایہ کار سیاسی عدم استحکام اور دوسرے خطرات کی وجہ سے پاکستان میں سرمایہ کاری کے حوالے سے منفی تاثر رکھتے ہیں لیکن ان مشکلات پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

فرانس نیکن کے اس قول کا حوالہ دیتے ہوئے کہ ”مشکلات پر قابو پانے کے دوران میں ضروری نہیں کہ کوئی شخص بیچ بوائے اور فوری طور پر اس کا پھل کھا سکے۔ لیکن اسے اپنا کاروبار شروع کر کے آہستہ آہستہ آگے ترقی دینی چاہیے۔“ ماجد عزیز نے امریکی سرمایہ کاروں پر زور دیا کہ وہ جرات مندی سے آگے آئیں۔ ■

برائن آسمس کراچی میں امریکی کنصلٹ کے پریس اتاٹھی ہیں۔

productivity, he said, is very low, mainly due to division of landholdings per traditional inheritance customs. The phenomenon of absentee landlords exacerbates the problem.

Another area “crying out for investment,” said Mr. Aziz, is the minerals sector. “Obsolete mining methods, an untrained workforce, low productivity and lack of technology are all impediments.” Add in transportation costs that are comparatively higher because of remote locations and vehicle shortages, and it is easy to see why this sector is underperforming.

Finally, Mr. Aziz points to the service sector, information technology, and oil and gas exploration as potential areas for growth. “The pie is large and growing,” said Mr. Aziz. “While many investors have a negative image of Pakistan due to political instability and other risk factors, these can be surmounted.”

Mr. Aziz urged U.S. investors to act boldly, quoting Francis Bacon: “In all negotiations of difficulty, a man may not look to sow and reap at once; but must prepare business, and so ripen it by degrees.” Worthy advice, indeed! ■

Brian Asmus is the Press Attaché for U.S. Consulate General Karachi.

بندرگاہ پر آنے والا سامان فوری طور پر اندرون ملک یا افغانستان نقل و حمل کی سہولیات کی عدم دستیابی کی وجہ سے پزار ہتا ہے۔ بار برداری کی مہنگی دستیابی کی وجہ سے ہونے والے اخراجات بہت بڑھ جاتے ہیں۔

ماجد عزیز نے تجویز پیش کی ہے کہ رائیڈر، شینڈر یا لینڈ سٹار جیسی نقل و حمل کی امریکی کمپنیاں یہاں نقل و حمل کی کمپنیاں قائم کریں۔ یہ کمپنیاں یو ایس ایپورٹ ایکسپورٹ بینک یا اوور سیز پرائیویٹ انوسٹمنٹ کارپوریشن کے ساتھ کام کرتے ہوئے استعمال شدہ گاڑیاں پاکستان بھیج سکتی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ٹریڈنگ سسٹم کے استعمال، تجربہ کار ڈرائیوروں کی تعیناتی اور سخت محنت سے مقابلے کی بہتر فضا بن سکے گی۔ مزید برآں راستے میں موزوں مقامات پر اپنے سروس سٹیشن قائم کر کے وقت اور اخراجات میں بچت اور شفافیت کو یقینی بنایا جاسکے گا۔

مال مویشیوں کی افزائش اور ڈیری فارمنگ کے شعبوں میں بھی اچھے مواقع میسر ہیں۔ ماجد عزیز کا کہنا ہے کہ ویسکونسن کی وائٹ واٹر ڈیری سپلائی کمپنی نے جرات مندانہ اقدام کرتے ہوئے پنجاب میں مال مویشیوں کے جدید فارمز میں سرمایہ کاری کی ہے۔ امریکہ کی ڈیری کی صنعت کا ٹریڈ ریکارڈ انتہائی شاندار ہے۔

اور یہ شعبہ پاکستان کے لئے بہت اہمیت بھی رکھتا ہے کیونکہ یہاں دودھ کی رسد، طلب سے کہیں کم ہے۔ ماجد عزیز کہتے ہیں کہ یہاں کارپوریٹ فارمنگ کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ زمین کی روایتی وراثی تقسیم در تقسیم کی وجہ سے موجودہ فارمز کی پیداوار بہت ہی کم ہے۔ جاگیر داری نظام کی وجہ سے مسئلہ کی سنگینی اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

ماجد عزیز کے خیال میں کان کنی کا شعبہ سرمایہ کاری کا شدت سے منتظر ہے۔ کان کنی کے متروک طور

DISCOVERING U.S. MARKET OPPORTUNITIES THROUGH SABIT PROGRAM

By Tracy Rollins



Pakistan exports \$3 billion worth of goods to the United States yearly. Roughly 90% of that total is textiles, leaving considerable untapped possibilities for other industry sectors to greatly expand and diversify their exports to the United States, thereby increasing Pakistan's economic growth.

To best use this opportunity, Pakistani business people need information about the U.S. market, knowledge of duty-free systems like the GSP (Generalized System of Preferences), and the chance to meet and network with potential U.S. partners. One avenue the U.S. government can offer to the Pakistani business

پاکستان ہر سال تین ارب ڈالر مالیت کی ایشیا امریکہ کو برآمد کرتا ہے۔ اس میں سے تقریباً نوے فیصد برآمدات کپڑے کی مصنوعات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ یوں دوسرے صنعتی شعبوں کو پھیلنے پھولنے اور اپنی متنوع مصنوعات امریکہ بھجوانے کے مواقع سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا جن سے پاکستان کی اقتصادی ترقی کی رفتار بھی تیز تر ہو سکتی۔

اس طرح کے مواقع کے بہترین استعمال کے لئے ضروری ہے کہ پاکستانی تاجروں کو امریکی منڈی کے بارے میں معلومات ہوں۔ انہیں پتہ ہو کہ ڈیوٹی فری سسٹمز مثلاً GSP (Generalized System of Preferences) کیسے کام کرتا ہے۔ اور انہیں اپنے متنوع امریکی پارٹنرز کے ساتھ ملنے اور رابطے قائم کرنے میں آسانی ہو۔ ان

SABIT پروگرام

کے تحت امریکی منڈی میں

مواقع کی تلاش

تحریر: ٹریسی رولنز



“After the program, the participants will be able to use the knowledge gained here in the United States to expand their exports in a number of industry sectors.”

اس پروگرام کی بدولت وفد کے اراکین امریکہ میں حاصل ہونے والی معلومات کو صنعتوں کے دوسرے شعبوں میں اپنی برآمدات بڑھانے کے لیے استعمال کر سکیں گے۔

community to address these needs and opportunities is the Special American Business Internship Training (SABIT) Program, which hosted a delegation of Pakistani packaging executives in the United States from October 25 - November 8, 2014. These packaging professionals are responsible for not only packaging, but for production and manufacturing of numerous goods and products.

This delegation traveled to Washington, DC, Pennsylvania, and Maryland to meet with their American colleagues to talk

فرغ ملتا ہے اور نئی دوستیاں بنتی ہیں۔ ہم پاکستان کے حوالے سے اپنے پروگراموں پر عمل درآمد کے لئے بہت پُر جوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہر کوئی ہماری اس ویب سائٹ www.trade.gov/sabit اور ہمارے فیس بک کے پیج www.facebook.com/sabitprogram پہلے کام اور پروگرام سے آگاہی حاصل کرے۔

ٹریسی رولنز امریکی محکمہ تجارت میں انٹرنیشنل ٹریڈ ایڈمنسٹریشن کے لئے SABIT کی پروگرام ڈائریکٹر ہیں۔

business, trade, and innovation, and then continued on to Chicago, Illinois to participate in the 2014 PACKEXPO, one of the world's largest exhibitions of packaging equipment and materials. After the program, the participants will be able to use the knowledge gained here in the United States to expand their exports in a number of industry sectors that can utilize the general system of preferences, when available again, for agricultural and other manufactured products in particular.

In the past, SABIT has hosted delegations from the Pakistani gems and jewelry, franchising and medical/surgical instruments industries. These are sectors identified to have excellent growth and/or export potential, and SABIT programming has helped to link Pakistani executives with their U.S. counterparts. Early next year, SABIT will host a Pakistani supply chain delegation, which will complement past and future industry-specific programs by improving domestic and foreign transportation, storage, and logistics linkages and further integrating Pakistan into the international supply chain.

These programs benefit both countries—adding value with new business relationships, new trade opportunities and new friendships. We are excited about our programs for Pakistan and encourage everyone to keep up with what we are doing through our website at www.trade.gov/sabit and our Facebook page at www.facebook.com/sabitprogram. ■

Tracy Rollins is the SABIT Program Director for the International Trade Administration at the U.S. Department of Commerce.

مواقع اور ضروریات کو پورا کرنے کا ایک طریقہ امریکی حکومت کا انٹرنیشنل امریکن بزنس انٹرنشپ ٹریڈنگ (SABIT) پروگرام ہے۔ جس کے تحت 25 اکتوبر سے 8 نومبر 2014ء کے دوران پاکستان سے چیکنگ کے ماہرین کے ایک وفد کی میزبانی کی گئی۔ یہ ماہرین نہ صرف چیکنگ کے شعبے میں کام کر رہے ہیں بلکہ یہ بہت سی دوسری اشیاء اور مصنوعات بھی تیار کرتے ہیں۔

اس وفد نے اپنے امریکی ہم منصب افراد کے ساتھ کاروباری معاملات، تجارت اور ایجادات پر بات چیت کرنے کے لئے واشنگٹن ڈی سی، پنسلوانیا اور میری لینڈ کا سفر کیا اور پھر شکاگو، یلینا میں چیکنگ کی صنعت کے آلات اور میٹریل کی دنیا بھر میں سب سے بڑی نمائش بیک ایکسپو 2014ء میں بھی شرکت کی۔ اس پروگرام کی بدولت وفد کے اراکین امریکہ میں حاصل ہونے والی معلومات کو جی ایس پی کی دستیابی کا موقع ملنے پر صنعتوں کے دوسرے شعبوں میں اپنی برآمدات بڑھانے، خاص طور پر زرعی آلات اور دوسری مصنوعات کی تیاری کے لئے استعمال کر سکیں گے۔

ماضی میں SABIT قیمتی پتھروں، زیورات، فرنیچر، ٹریڈنگ، ہرجیکل اور طبی آلات تیار کرنے والے پاکستانیوں کے وفد کی میزبانی کر چکا ہے۔ ان شعبوں میں ترقی اور برآمدات کے بے پناہ مواقع ہیں اور SABIT پروگرام پاکستانی ماہرین کو اپنے امریکی ہم منصب ساتھیوں کے ساتھ رابطہ کرنے میں مدد فراہم کر چکا ہے۔ 2015ء کے اوائل میں SABIT پاکستان سے اشیاء کی بڑے پیمانے پر فراہمی کے شعبے کے وفد کو دعوت دے رہا ہے۔ اس طرح سے اس شعبے میں اندرون ملک اور بیرون ملک نقل و حمل کو بہتر بنانے، مال کو محفوظ رکھنے، اشیاء صرف کی فراہمی کو یقینی بنانے اور پاکستان کو عالمی سطح پر اشیاء فراہم کرنے والوں سے منسلک کر کے ماضی اور مستقبل کی اس صنعت کو ترقی کی نئی منزلوں سے ہم کنار کیا جاسکے گا۔

یہ پروگرام دونوں ملکوں کے لئے مفید ہیں۔ کیونکہ ان کی بدولت کاروبار کے نئے مواقع ملتے ہیں، تجارت کو

PAKISTAN &

WORKING TO STRENGTHEN

By Domingo Villaronga

تحریر: ڈومینگو ویلارونگا



Photo: Anthony Maw

Pakistan Khyber Pass

باب خیر، خیبر پختونخوا، پاکستان

Afghanistan and Pakistan share a 2,640 km border and a common historical, religious and cultural heritage. The Afghan-Pakistan border region is comprised of predominantly Pashto-speaking peoples who have lived in the region for centuries. The Pashtuns share a common language and culture, and there has always been significant cross-border interaction between the two groups. Pakistan is also Afghanistan's largest trading partner, with approximately \$2.5 billion in goods traded each year, and as much as an additional billion dollars in informal trade.

As a land-locked country, Afghanistan actively seeks trade ties with neighboring countries. No other trading partner is as important to Afghanistan as Pakistan. The few import bans that exist are

افغانستان اور پاکستان نہ صرف ایک جیسے تاریخی، دینی اور ثقافتی ورثے کے امین ہیں بلکہ ان کی مشترکہ سرحد بھی 2640 کلومیٹر طویل ہے۔ پاک-افغان سرحدی علاقے میں صدیوں سے زیادہ تر پشتون آباد ہیں۔ ان پشتونوں کی زبان اور ثقافت مشترک ہے اور ان دونوں گروہوں کے مابین سرحدوں کے آر پار سے ہمیشہ سے باہمی ربط رہا ہے۔ پاکستان، افغانستان کا سب سے بڑا تجارتی ساتھی ہے اور دونوں ملکوں کے درمیان اڑھائی ارب ڈالر سے زائد کی سالانہ باقاعدہ تجارت ہو رہی ہے۔ جبکہ غیر روایتی تجارت کا حجم بھی ایک ارب ڈالر سالانہ سے زائد کا ہے۔

شنگلی میں گمراہ ملک ہونے کی وجہ سے افغانستان ہمیشہ سے اپنے ہمسایہ ممالک سے تجارتی تعلقات رکھنے کا خواہشمند رہا ہے۔ اس حوالے سے پاکستان سے زیادہ کوئی اور ملک افغانستان کے لئے اہم نہیں ہے۔ کچھ مخصوص اشیاء کی درآمد پر

AFGHANISTAN

STRENGTHEN TRADE TIES

پاکستان اور افغانستان:

تجارتی تعلقات کو مضبوط بنانے کے لئے سرگرم عمل

maintained largely on religious grounds. There are also no seasonal restrictions, quotas or other non-tariff barriers on imports.

Since 2003, Afghanistan has worked to improve infrastructure at its border crossings with Pakistan, has harmonized systems for the classification and coding of goods, and developed a single customs form for customs declarations. In 2005, Afghanistan began implementing an automated customs data system to help modernize its customs procedures. Afghanistan and Pakistan established a Joint Chamber of Commerce and Industry to foster dialogue on improving trade relations. In addition, Afghanistan hopes to join the World Trade Organization (WTO) in 2015.

In October of 2010, the two governments signed the Afghanistan-Pakistan Trade and Transit Agreement (APTITA) which allows Afghanistan overland transit of duty-free goods overland through Pakistan. The agreement allows Afghan traders access to Pakistani ports and includes provisions that facilitate transport between the two countries.

The United States strongly encouraged both parties to sign the agreement because it would make a significant contribution to regional stability. While the APTITA is an important development in Afghan-Pakistan trade relations, implementation has room for improvement. Lack of agreement on insurance costs for convoys, the number of examinations conducted by customs officials, the length of time to ship consumables shipments, and corruption at the borders all continue to hamper trade.

Building upon the parties' mutual interest in fostering trade ties, the Afghan Finance Minister Omar Zakhilwal and his Pakistani counterpart Mohammad Ishaq Dar, signed an agreement in February 2014 to double trade between the two countries to \$5 billion USD per year. We hope that Afghanistan's new government will work actively with Pakistan to build on this agreement to create new commercial ties and prosperity in both Pakistan and Afghanistan. ■

Domingo Villaronga is an Economic Officer for U.S. Embassy Kabul. His portfolio includes Regional Trade Relations for Afghanistan.

پابندی دینی وجوہات کی بناء پر عائد ہے اس کے علاوہ ٹیکسوں سے ماوراء کوئی اور موٹی پابندی یا کوٹ نہیں ہے۔

2003ء سے افغانستان، پاکستان کے ساتھ ملے والی سرحد پر آمد و رفت کی سہولیات، اشیاء کی درجہ بندی کا نظام بہتر بنانے پر کام کر رہا ہے۔ کسٹمز ڈیکلیریشن کے لئے ایک ہی فارم تیار کر لیا گیا ہے۔ 2005ء سے افغانستان کسٹمز کے حوالے سے اعداد و شمار اور دوسری تفصیلات کو آٹومیٹیشن پر لا چکا ہے۔ تاکہ کسٹمز کے عمل کو جدید ترین خطوط پر استوار کیا جا سکے۔ تجارتی تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے بات چیت کا عمل با معنی بنانے کی غرض سے پاکستان اور افغانستان مشترکہ ایوان صنعت و تجارت قائم کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں امید ہے کہ افغانستان 2015ء میں ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن میں شامل ہو جائے گا۔

اکتوبر 2010ء میں دونوں ملکوں نے افغانستان-پاکستان ٹریڈ اینڈ ٹرانزٹ سمجھوتہ پر دستخط کئے۔ جس کی رُو سے افغانستان پاکستان کے راستے ڈیوٹی فری اشیاء منگوا سکتا ہے۔ اس معاہدے کے مطابق افغان تاجر پاکستانی بندرگاہوں تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں اور دونوں ملکوں کے درمیان مال کی ترسیل کی سہولیات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

امریکہ نے اس سمجھوتے کو طے کرنے کے لئے دونوں ملکوں کی حوصلہ افزائی کی، کیونکہ اس سے علاقائی استحکام میں بہت مدد ملے گی۔ اگرچہ ٹرانزٹ ٹریڈ کا معاہدہ ایک اہم پیش رفت ہے لیکن اس پر عمل درآمد میں بہتری کی کافی گنجائش موجود ہے۔ ٹرکوں کے قافلوں کے نیچے کے اخراجات، پر معاہدے کی عدم موجودگی، کسٹمز حکام کی طرف سے جانچ پڑتال کی تعداد کا تین، جلد خراب ہونے والی اشیاء کی نقل و حمل کا دورانیہ اور سرحدوں پر رشوت ستانی کا دور دورہ ایسے عوامل ہیں، جو تجارت کو متاثر کر رہے ہیں۔

فروری 2014ء میں افغانستان کے وزیر خزانہ عمر زخیوال اور ان کے پاکستانی ہم منصب محمد اسحاق ڈار نے دونوں ممالک کی باہمی تجارت کا سالانہ حجم پانچ ارب ڈالر تک پہنچانے کے لئے ایک معاہدے پر دستخط کئے ہیں۔ یہ معاہدہ دونوں ممالک کی باہمی تجارت کے فروغ میں گہری دلچسپی کو ظاہر کرتا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ افغانستان کی نئی حکومت اس معاہدے پر عمل درآمد کے لئے پاکستان کے ساتھ مل کر کام کرے گی تاکہ دونوں ملکوں کے باہمی تجارتی تعلقات مضبوط ہو سکیں اور دونوں ممالک خوشحالی کی نئی منزلیں سر کر سکیں۔ ■

ڈومینگو ویلارونگا کابل میں امریکی سفارتخانہ میں اسکاٹک آفسر ہیں۔ اور ان کی ذمہ داریوں میں افغانستان کے علاقائی تجارتی تعلقات بھی شامل ہیں۔



TRADE SNAPSHOT: تجارت کا منظر نامہ۔ ترسیلات زر

REMITTANCES

By Kedenard Raymond

تحریر: کیڈینارڈ ریمنڈ

Remittances, monetary transfers by foreign workers to help support friends and family in their home countries, play an increasingly crucial role in global trade. Once solely considered a way to support households for immediate consumption purposes, remittances now represent revenue streams for neighborhoods, cities, and even entire countries. For many developing countries, the total remittances from overseas are larger than the earnings from major exports or development assistance from donor countries.

In Pakistan, remittances are both domestic and international. Workers who travel from their hometowns to work in larger cities like Karachi or Lahore, transfer domestic remittances. However, Pakistanis who work in countries like Saudi Arabia, the United Arab Emirates (UAE) and the United Kingdom (UK) send money back to Pakistan in the form of international remittances.

An example of the impact of remittances is particularly prevalent

غیرممالک میں کام کرنے والوں کی طرف سے وطن میں مقیم اپنے گھر والوں اور دوستوں کو بھیجی جانے والی رقم کا عالمی تجارت میں کردار وقت کے ساتھ بڑھتا جا رہا ہے۔ ایک وقت تھا کہ اس طرح کی ترسیل زر گھرانے کی فوری ضروریات کو پورا کرنے کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی۔ لیکن اب یہ قرب و جوار کے علاقوں، شہروں اور یہاں تک کہ پورے ملک کی معیشت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بہت سے ترقی پذیر ممالک میں سمندر پار سے ہونے والی ترسیل زر ان کی بڑی بڑی برآمدات اور بیرونی ممالک سے ملنے والی امداد سے ملنے والی رقم سے زیادہ ہوتی ہے۔

پاکستان میں ترسیل زر اندرون ملک و بیرون ملک دونوں طرح سے ہوتی ہے۔ ملک کے مختلف علاقوں سے کام کے لئے کراچی اور لاہور جیسے بڑے شہروں میں جانے والے اپنے آبائی علاقوں کو اپنی کمائی ہوئی مقامی رقم بھیجتے ہیں۔ تاہم جو پاکستانی سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور برطانیہ جیسے ممالک میں کام کے لئے جاتے ہیں، وہ غیر ملکی زرمبادلہ کی صورت میں رقم بھیجتے ہیں۔

ترسیلات زر کا سب سے نمایاں اثر آزاد کشمیر اور صوبہ خیبر پختونخوا میں واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ پاکستان بھر میں ان

Pakistan, the sixth most populous country in the world, with a growing diaspora abroad, also has tremendous potential for leveraging its remittances.

آبادی کے اعتبار سے دنیا میں چھٹے نمبر پر آنے والے ایک ایسے ملک کی حیثیت سے جس کے بیرون ملک آباد تارکین وطن کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، بیرون ممالک سے پاکستان کو ہونے والی ترسیلات زر میں اضافے کے بے پناہ امکانات ہیں۔

in Azad Kashmir and Khyber Pakhtunkhwa, provinces that receive the highest amount of remittances in all of Pakistan. Remittances are crucial to their local economies, as more and more migrants from those areas have moved abroad for work. They also play an effective role in reducing poverty, since they better target the needs of those receiving them. For example, after the devastating Kashmir earthquake in 2005, remittances were the sole source of income for many Pakistanis, ensuring their survival during earthquake recovery efforts.

Today, the challenge with remittances is leveraging them to ensure they can boost local economies in a sustainable way. One method that has proven successful is the creation of hometown associations (HTAs). HTAs use remittances to fund community development projects, such as electricity projects, housing infrastructure, and educational initiatives. The most notable HTAs are led by the Mexican diaspora in the United States. For every dollar that HTAs raise, the Mexican government will match it with three dollars. The results have been remarkable and this government initiative has furthered the positive impact of remittances in Mexico exponentially over the years.

Pakistan, the sixth most populous country in the world, with a growing diaspora abroad, also has tremendous potential for leveraging its remittances. As the world becomes more globalized, the migratory trends of working and living abroad are likely here to stay. Instead of being a drain on Pakistan's economy, these trends can serve as a boost, provided that ways to best leverage remittances are explored and pursued. ■

Kedenard Raymond is an Assistant Information Officer for U.S. Embassy Islamabad and the Associate Editor of Khabr-o-Nazar magazine.

دونوں علاقوں کو بیرون ملک سے آنے والی رقم کا حصہ سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ بیرون ملک سے ہونے والی ترسیلات زر ان دونوں علاقوں کی معیشت کے لئے انتہائی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ ان کے باشندوں کی ایک کثیر تعداد روزگار کے لئے بیرون ممالک کا رخ کرتی ہے۔ یہ لوگ غربت کے خاتمے میں بہت اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے عزیزوں کی ضروریات سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر آزاد کشمیر اور گردونواح میں 2005ء کے تباہ کن زلزلے کے بعد بہت سے متاثرین کے لئے بحالی کے سارے عرصے کے دوران میں بیرون ممالک سے آنے والی رقم ہی آمدنی کا واحد ذریعہ رہی۔

آج کے اس دور کا چیلنج یہ ہے کہ بیرون ممالک سے رقوم بھیجنے والوں کو یہ باور کرایا جائے کہ وہ مستقل طور پر رقم ارسال کر کے مقامی معیشت کو کس قدر اہم سہارا دے رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے ایک کامیاب طریقہ ہوم ٹاؤن ایسوسی ایشنز (HTAs) قائم کرنے کا ہے۔ یہ ایسوسی ایشنز ترسیل زر کے نتیجے میں آنے والی رقم کو بجلی کی فراہمی، رہائشی منصوبوں کے لئے بنیادی ضروریات کی فراہمی اور تعلیمی منصوبوں کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ امریکہ میں رہنے والے میکسیکن تارکین وطن کی قائم کردہ ہوم ٹاؤن ایسوسی ایشنز کی کارکردگی انتہائی شاندار رہی ہے۔ HTAs کی طرف سے بھیجے جانے والے ہر ڈالر کے مقابلے میں حکومت میکسیکو تین ڈالر دیتی ہے۔ یوں مثالی نتائج حاصل کئے جا رہے ہیں اور آنے والے برسوں میں حکومت کی اس حکمت عملی کی وجہ سے ترسیل زر میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

آبادی کے اعتبار سے دنیا میں چھٹے نمبر پر آنے والے ایک ایسے ملک کی حیثیت سے جس کے بیرون ملک آباد تارکین وطن کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، بیرون ممالک سے پاکستان کو ہونے والی ترسیلات زر میں اضافے کے بے پناہ امکانات ہیں۔ چونکہ دنیا ہمیشگی جا رہی ہے، اس لئے رہنے اور کام کرنے کے لئے بیرون ممالک منتقل ہونے کا رجحان برقرار رہے گا۔ اس رجحان کو پاکستان کی معیشت کو کھوکھلا کرنے کا ذریعہ سمجھنے کے بجائے اسے مزید فروغ دینے کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ ترسیلات زر میں اضافے کی راہیں تلاش کی جائیں اور ان کو اپنایا جائے۔ ■

کنڈنارڈ ریمینڈ اسلام آباد کے امریکی سفارتخانہ میں اسٹنٹ انفارمیشن آفیسر اور خبر و نظر کی معاون مدیر ہیں۔



USAID
FROM THE AMERICAN PEOPLE

یو ایس ایڈ

WOMEN IN TRADE PROGRAM

کاتجارت میں خواتین پروگرام

The Women in Trade (WIT) Program, launched by the United States Agency for International Development (USAID), helps prepare young Pakistani women to launch their careers in the field of international trade. Through the program, female graduates from academic institutes were placed as management trainees at multinational and national companies. The three months they spent as trainees allowed participants to learn about potential careers in the field of trade and to gain valuable hands-on experience. In total, 112 women graduates completed the WIT Program. As a tribute to the success of the program, more than half of those trainees have already secured full-time employment in international trade and trade facilitating services companies.

امریکہ کے ادارے برائے بین الاقوامی ترقی (یو ایس ایڈ) نے تجارت کے شعبہ میں خواتین پروگرام شروع کیا ہے۔ یہ پروگرام پاکستانی خواتین کو بین الاقوامی سطح پر تجارت کے شعبے میں اپنا کیریئر شروع کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اس پروگرام کی وساطت سے تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل ہونے والی گریجویٹس کو قومی اور ملٹی نیشنل کمپنیوں میں مینجمنٹ ٹرینیز کے طور پر لیا جاتا ہے۔ تین ماہ کی تربیت کے دوران شرکاء کو تجارت کے شعبے میں اپنے مستقبل کے امکانات سے آگاہی ہوتی ہے اور وہ خاطر خواہ تجربہ بھی حاصل کر لیتی ہیں۔ اب تک 112 خواتین اس پروگرام سے مستفید ہو چکی ہیں۔ اس پروگرام کی کامیابی کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ نصف سے زائد تربیت خواتین کو بین الاقوامی تجارت کرنے اور تجارتی سہولیات فراہم کرنے والی کمپنیوں میں مستقل ملازمت مل چکی ہے۔



USAID's "Women in Trade Job Fair" Opens New Avenues for Female Job Seekers

”دوسن ان ٹریڈ جاب فیئر ملازمت کی متلاشی خواتین کے لئے نئے مواقع کی آماجگاہ“



Pakistani, Afghan and Central Asian businesses sign agreements to promote regional trade and investment as a means to facilitate regional economic growth.

پاکستانی، افغانستان اور وسطی ایشیائی ممالک کے تاجر علاقائی اقتصادی ترقی کے لئے باہمی تجارت اور سرمایہ کاری کے فروغ کے معاہدوں پر دستخط کر رہے ہیں۔

Through another element of the Women in Trade program, job fairs were organized to provide opportunities for recent women graduates, as well as experienced female professionals, to make connections with companies and organizations working in the field of international trade. The number of women graduating from universities is increasing every year, and these graduates are eager to find challenging openings in the job market. Arranging job fairs and preparing these young women to successfully participate in them is helping to bridge the daunting gap between academia and industry. More than 1000 women, 36 national and multinational corporations, and 18 universities have participated in USAID-supported job fairs. Cultivating cross border and multinational trade is crucial for expanding trade and investment and for providing economic opportunities for Pakistani businesses. Trade serves as a powerful engine for growth in any country, and there is tremendous untapped potential for Pakistan to increase its trade linkages with its neighbors and the world.

The commitment of the United States to development in Pakistan is reflected in the fact that the U.S. Government's assistance budget for Pakistan is the second largest in the world. Increased development and trade are key to regional stability and prosperity. The United States demonstrated its support for Pakistan's economic growth at the Central Asian Business Opportunities Conference (CABOC) held in Islamabad from April 14- 16, 2014. USAID Pakistan, together with the Pakistani Ministry of Commerce and the Chamber of Commerce and Industry, organized the conference to promote intra-regional trade and investment opportunities for public and private sector entities from seven countries including Pakistan, Afghanistan, and the Central Asian Republics of Kazakhstan, Kyrgyzstan, Turkmenistan, Tajikistan, and Uzbekistan.

The focus of the Conference was on agricultural products, textiles, leather, pharmaceuticals, and construction. The private sector also announced plans for increased intra-regional participation through upcoming trade fairs. Sixteen Memoranda of Understanding (MoUs) were signed between businesses from Pakistan, Afghanistan and Central Asian businesses to promote regional trade and investment as a means of facilitating regional economic growth. ■

To learn more about USAID projects in Pakistan, please visit www.usaid.gov/pakistan.

تجارت میں خواتین پروگرام کے ایک اور پہلو کے طور پر جب فیئر منٹنڈ کے لئے تاکہ تعلیم مکمل کرنے والی خواتین کو ملازمت کے نئے مواقع میسر آسکیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس شعبے میں پہلے سے مصروف عمل تجربہ کار خواتین کو بھی عالمی تجارت سے منسلک کمپنیوں اور اداروں کے ساتھ روابط قائم کرنے میں آسانی ہو۔ ہر سال یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل ہونے والی خواتین کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ خواتین نئی ملازمتوں کی تلاش میں رہتی ہیں۔ جب فیئر منٹنڈ کے انعقاد سے ایک طرف تو شعبہ تعلیم اور صنعتوں کے درمیان پائی جانے والی گہری خلیج کو پائے میں مد ملتی ہے تو دوسری طرف نوجوان گریجویٹس کو کامیابی کے نئے مواقع میسر آتے ہیں۔ یو ایس ایڈ کے تعاون سے منعقد ہونے والے جب فیئر منٹنڈ میں اب تک ایک ہزار سے زائد خواتین، چھتیس نیشنل اور ملٹی نیشنل کارپوریشنز اور اٹھارہ یونیورسٹیوں کی شرکت کر چکی ہیں۔

پاکستان میں کاروبار کو پھیلانے، سرمایہ کاری اور تجارت کو بڑھانے کے لئے سرحد پار اور بین الاقوامی تجارت کے مواقع تلاش کرنا نہایت اہم ہے۔ کسی بھی ملک میں تجارت ترقی کے لئے ایک طاقتور انجن کا کام دیتی ہے۔ پاکستان دنیا بھر اور اپنے ہمسایوں کے ساتھ تجارتی تعلقات کو بہت زیادہ وسعت دے سکتا ہے۔

امریکہ پاکستان کی ترقی کو کس قدر اہمیت دیتا ہے اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ امریکی حکومت کا پاکستان کے لئے امدادی بجٹ اس مد میں دنیا بھر میں دوسرا بڑا بجٹ ہے۔ تجارت و ترقی میں اضافہ علاقائی امن و خوشحالی کی کلید ہے۔ امریکہ نے پاکستان کی اقتصادی ترقی کے لئے اپنی بھرپور حمایت کا اعادہ اسلام آباد میں 14-16 اپریل 2014ء کو منعقد ہونے والی وسط ایشیا تجارتی مواقع کے موضوع پر ہونے والی کانفرنس کے موقع پر کیا۔ یو ایس ایڈ پاکستان نے پاکستان کی وزارت تجارت اور پی سی آف کمرس اینڈ انڈسٹری کے ساتھ مل کر اس کانفرنس کا انعقاد کیا تاکہ پاکستان، افغانستان اور وسطی ایشیائی ممالک قزاقستان، قرغزستان، ترکمانستان، تاجکستان اور ازبکستان کے مابین سرکاری اور نجی سطح پر علاقائی تجارت اور سرمایہ کاری کے مواقع کو فروغ دیا جاسکے۔

اس کانفرنس میں زرعی پیداوار، کپڑے اور چمڑے کی مصنوعات، ادویات اور تعمیراتی ساز و سامان پر توجہ مرکوز رکھی گئی۔ نجی شعبے نے مستقبل کے تجارتی میلوں کے ذریعے علاقائی سطح پر باہمی رابطہ کو بڑھانے کے کئی منصوبوں کا اعلان کیا۔ اس موقع پر پاکستان افغانستان اور وسطی ایشیائی ممالک کے کاروباری حلقوں نے اپنے خطے کی خوشحالی اور ترقی کی غرض سے علاقائی تجارت اور سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لئے سولہ معاہدوں پر دستخط کئے۔ ■

پاکستان میں یو ایس ایڈ کے منصوبوں کے بارے میں مزید جاننے کے لئے www.usaid.gov/pakistan ملاحظہ کیجئے

U.S. EXCHANGE PROGRAM ALUMNI PROMOTE ENTREPRENEURSHIP IN PAKISTAN

امریکی تبادلہ پروگرام

کے شرکاء کی جانب سے پاکستان میں نجی کاروبار کو فروغ دینے کی کاوش



More than 300 alumni of U.S. government-sponsored exchange programs gathered on November 21 in Islamabad for the kick-off of the first-ever Entrepreneurship Reunion hosted by the Pakistan-U.S. Alumni Network (PUAN). The three-day event attracted participants and speakers from all walks of life and every province of the country to share perspectives and explore possibilities for advancing entrepreneurship in Pakistan through workshops, plenary panels, and networking events.

“Greater Pakistani-American cooperation in entrepreneurship will contribute to Pakistan’s economic growth and prosperity, enhance business opportunities for Americans and Pakistanis, and build relationships across borders that will endure over time” said U.S. Ambassador Richard Olson in his keynote address to the alumni.

پاکستان یو ایس ایلمونٹائی نیٹ ورک (پی یو ای این) کے زیر اہتمام اسلام آباد میں پہلی انٹرنیشنل ریونیو شپ 21 نومبر کو اسلام آباد میں منعقد ہوئی جس میں امریکی تعاون سے جاری تبادلہ پروگراموں میں 1300 سے زائد سابق شرکاء نے حصہ لیا۔ اس تین روزہ تقریب میں تمام شعبہ ہائے زندگی اور ملک کے ہر صوبے سے تعلق رکھنے والے افراد اور مقررین نے شرکت کی۔ تقریب کے شرکاء نے ورکشاپس، مباحثوں اور رابطوں کی سرگرمیوں کے ذریعے پاکستان میں نجی کاروبار کو فروغ دینے کے امکانات کا جائزہ لیا۔

امریکی سفیر ریچڈ اولسن نے تقریب سے اپنے کلیدی خطاب میں کہا کہ نجی کاروباری شعبے میں پاکستان اور امریکہ کے درمیان وسیع تعاون پاکستان کی معاشی نمو اور خوشحالی میں معاون ثابت ہوگا، اس وسیع تعاون سے امریکی اور پاکستانی شہریوں کے لیے کاروباری مواقع میں اضافہ ہوگا اور دیرپا تعلقات استوار ہوں گے۔

The Entrepreneurship Reunion is one of several events sponsored by the U.S. Embassy in Islamabad in support of Global Entrepreneurship Week, a world-wide event that celebrates innovators and job creators who bring new ideas to life, drive economic growth, and advance human welfare. The Ambassador added, "We are working hard to expand the pool of entrepreneurs to include more Pakistani women. In collaboration with the U.S. Pakistan Women's Council, we are sponsoring a partnership between American University in Washington, D.C., and the Lahore University of Management Sciences to develop educational and mentoring sessions directed at the specific needs of up-and-coming women entrepreneurs."

The U.S. government invests an estimated \$40 million annually on exchange programs for Pakistani citizens and more than 1,300 Pakistanis participate in the various high school, undergraduate, graduate, and professional U.S.-sponsored exchange programs each year. PUAN is one of the largest U.S. alumni networks in the world. Its mission is to encourage people-to-people relationships between Pakistanis and Americans.

Consisting of more than 14,000 students and professionals who have participated in U.S. government-sponsored exchange programs, PUAN organizes a number of events in Pakistan, including community service projects, leadership training, roundtable discussions, and community engagement activities. The organization has 12 regional chapters across the country in Azad Jammu and Kashmir, Bahawalpur, Baluchistan, Gilgit-Baltistan, Gwadar, Islamabad, Jamshoro, Karachi, Khyber Pakhtunkhwa (KPK), Lahore, Multan, and Sukkur. Find out more about PUAN and the Entrepreneurship Reunion at <http://www.facebook.com/pakalumni>. ■

انٹرنیشنل یونین ان متعدد سرگرمیوں میں سے ایک ہے، جن کے لئے اسلام آباد میں قائم امریکی سفارتخانہ انٹرنیشنل یونین کے عالمی ہفتے کے تحت تعاون کر رہا ہے۔ انٹرنیشنل یونین کا عالمی ہفتہ پوری دنیا میں جدت پسندی کے حامل اور ملازمتیں فراہم کرنے والے افراد کی حوصلہ افزائی کے لئے منایا جاتا ہے، جن کی کاوشوں کی بدولت زندگی میں نئے خیالات کی آبیاری، معاشی نمونوں تیزی اور انسانی فلاح کے لئے پیش رفت ہوتی ہے۔ امریکی سفیر رچرڈ اوسن نے کہا کہ ہم پاکستان میں مزید پاکستانی خواتین کو نجی کاروباری افراد کی فہرست میں شامل کر کے نجی کاروباری افراد کی تعداد بڑھانے کے لئے انتھک کوششیں کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکی اور پاکستانی خواتین کی مشترکہ کونسل کے اشتراک سے ہم واشنگٹن، ڈی سی میں امریکن یونیورسٹی اور لہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز کے درمیان شراکت میں مالی معاونت کر رہے ہیں۔ اس شراکت کا مقصد نجی کاروبار سے وابستہ ہونے والے خواتین کی ضروریات کے پیش نظر تعلیمی اور تربیتی نشتیں وضع کرنا ہے۔

امریکی حکومت پاکستان شہریوں کے لئے تبادلہ پروگراموں پر ہر سال اندازاً 14 ملین ڈالرز کی سرمایہ کاری کرتی ہے اور ہر سال 1300 پاکستانی شہری امریکی تعاون سے جاری ہائی اسکول، انڈرگریجویٹ، گریجویٹ اور پیشہ ورانہ تبادلہ پروگراموں میں شرکت کرتے ہیں۔ پاکستان یو ایس ایلیومنٹی نیٹ ورک کا شمار دنیا کے سب سے بڑے امریکی ایلیومنٹی نیٹ ورکس میں ہوتا ہے اور اس کا مقصد پاکستان اور امریکہ کے درمیان عوامی سطح کے تعلقات کو فروغ دینا ہے۔

پاکستان یو ایس ایلیومنٹی نیٹ ورک جو امریکی تعاون سے جاری تبادلہ پروگراموں میں شرکت کرنے والے 14 ہزار طلبہ و طالبات اور پیشہ ور ماہرین پر مشتمل ہے، پاکستان میں متعدد سرگرمیوں کا انعقاد کرتا ہے، جن میں مقامی آبادیوں کی خدمت کے منصوبے، رہنمائی کی تربیت، گول میز مباحثے اور مقامی آبادیوں کے ساتھ ملکر کی جانے والی سرگرمیاں شامل ہیں۔ اس نیٹ ورک کے پورے ملک میں 12 علاقائی چیپٹرز آزاد جموں و کشمیر، بہاولپور، بلوچستان، گلگت بلتستان، گوادار، اسلام آباد، جامشورو، کراچی، خیبر پختونخواہ، لاہور، ملتان، اور سکھر میں قائم ہیں۔ پاکستان یو ایس ایلیومنٹی نیٹ ورک اور انٹرنیشنل یونین کے بارے میں مزید تفصیلات جاننے کے لئے درج ذیل فیس بک پیج ملاحظہ کیجئے۔ ■

<http://www.facebook.com/pakalumni>





Market in
KARACHI, Pakistan

(Photo: Steve Evans)

کراچی، پاکستان
میں ایک بازار

